ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

10

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا 33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

23 تا 29 شعبان المعظم 1445ھ / 5 تا 11 مارچ 2024ء

رمضان: نزولِ قرآن کا سالانہ جشن

اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ رمضان المبارک کے پروگرام کی دو شقیں ہیں: ایک دن کا روزہ اور دوسرے رات کا قیام اور اس میں قراءت واستماعِ قرآن! اور اگرچہ ان میں سے پہلی شق فرض کے درجے میں ہے اور دوسری بظاہر نفل کے، تاہم قرآن مجید اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دونوں نے اشارۃً اور کنایۃً واضح فرما دیا کہ یہ ہے رمضان المبارک کے پروگرام کا جزو لاینفک! -------- چنانچہ قرآن نے وضاحت فرما دی کہ روزوں کے لیے ماہِ رمضان معیّن ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا: "رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔" گویا یہ ہے ہی نزولِ قرآن کا سالانہ جشن! اور احادیث نے تو بالکل ہی واضح کر دیا کہ رمضان المبارک میں 'صیام' اور 'قیام' لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں: چنانچہ:۔

1۔ امام بیہقی ؒ نے رمضان المبارک کی فضیلت کے ضمن میں جو خطبہ آنحضورﷺ کا 'شعب الایمان' میں نقل کیا ہے، اس کے الفاظ ہیں: "اللہ نے قرار دیا اس میں روزہ رکھنا فرض اور اس کا قیام اپنی مرضی پر۔"

2۔ امام بیہقی ؒ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت کیا کہ آنحضورﷺ نے فرمایا:

"روزہ اور قرآن بندۂ مومن کے حق میں سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا، اے رب! میں نے اسے روکے رکھا دن میں کھانے اور خواہشات سے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا میں نے روکے رکھا اسے رات کو نیند سے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ تو دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔"

عظمتِ صوم
ڈاکٹر اسرار احمد

اس شمارے میں

پاکستان اور آئی ایم ایف
امیر سے ملاقات (24)
استقبالِ رمضان
کیا اسرائیل فلسطین کا خاتمہ چاہتا ہے؟
غم کا عارضی منظر
8 مارچ یوم خواتین

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1075

فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گود لے لیا

سورۃ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات :09 ، 10

وَ قَالَتِ امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ قُرَّتُ عَیۡنٍ لِّیۡ وَ لَکَ ؕ لَا تَقۡتُلُوۡہُ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ
اَوۡ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۹﴾ وَ اَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا ؕ اِنۡ
کَادَتۡ لَتُبۡدِیۡ بِہٖ لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِہَا لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰﴾

آیت ۹: ﴿وَقَالَتِ امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ قُرَّتُ عَیۡنٍ لِّیۡ وَلَکَ ؕ﴾ ’’اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا میرے لیے بھی اور تمہارے لیے بھی۔‘‘

﴿لَا تَقۡتُلُوۡہُ ٭ۖ﴾ ’’تم اسے قتل مت کرو‘‘

﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا﴾ ’’کیا عجب کہ یہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا ہی بنالیں‘‘

یہ بالکل وہی الفاظ ہیں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں عزیزِ مصر نے اپنی بیوی سے کہے تھے۔ (یوسف:۲۱)

﴿وَّہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۹﴾﴾ ’’اور وہ (انجام سے) بالکل بے خبر تھے۔‘‘

انہیں اس وقت کوئی اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہے تھے اور ان کے اس فیصلے کا کیا نتیجہ نکلنے والا تھا۔

آیت ۱۰: ﴿وَاَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا ؕ﴾ ’’اور (ادھر) موسیٰؑ کی ماں کا دل حوصلہ چھوڑ بیٹھا۔‘‘

ان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے جنم لے رہے تھے اور شدتِ غم سے جذبات میں ایسا ہیجان برپا تھا کہ دل اُڑا جا رہا تھا۔

﴿اِنۡ کَادَتۡ لَتُبۡدِیۡ بِہٖ لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِہَا لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۰﴾﴾ ’’قریب تھا کہ وہ اس (راز) کو ظاہر ہی کر دیتی اگر ہم نے اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیا ہوتا‘ تاکہ وہ ہو جائے ایمان والوں میں سے۔‘‘

اگر ہم نے اس کی ڈھارس نہ بندھائی ہوتی تو وہ اپنی اس اضطراری کیفیت میں خود ہی بھانڈا پھوڑ دیتی۔

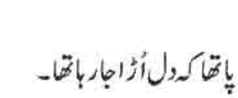

درس حدیث

حیا جنت میں لے جانے والا عمل

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلۡحَیَاءُ مِنَ الۡاِیۡمَانِ، وَالۡاِیۡمَانُ فِی الۡجَنَّۃِ، وَالۡبَذَاءُ مِنَ الۡجَفَاءِ، وَالۡجَفَاءُ فِی النَّارِ)) (مسند احمد)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’حیا، ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے اور بدکلامی و بدزبانی، اکھڑ مزاجی اور بدخلقی سے ہے اور اکھڑ مزاجی آگ میں (لے جانے والی) ہے۔‘‘

ہر انسان فطری طور پر زیورِ حیا سے آراستہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر خیر اور بھلائی کے کاموں سے محبت، عفت و پاکدامنی کے جذبات، سخاوت و فیاضی اور انسانی ہمدردی کی بنیادی صفات موجود ہوتی ہیں۔ حیا انسان کو بے حیائی کے کاموں، نازیبا اور خلافِ ادب باتوں اور حرکتوں سے روکتی ہے، اس لئے کہا گیا ہے کہ جب حیا اور شرم نہیں تو انسان جو چاہے کرے۔ اس کو روکنے والی کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے۔

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظام خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
23 تا 29 شعبان المعظم 1445ھ جلد 33
5 تا 11 مارچ 2024ء شمارہ 10
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا' یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

پاکستان اور آئی ایم ایف

تحریک انصاف کے بانی چیئرمین عمران خان کے اس بیان نے کہ وہ IMF کو خط لکھ رہے ہیں کہ جب تک حالیہ انتخابات میں ہونے والی دھاندلی کی عملی طور پر تلافی نہیں کی جاتی IMF پاکستان کے ساتھ ہونے والے مالیاتی پروگرام کو روک دے۔ اس بیان نے سیاست کے میدان میں زبردست ہلچل مچا دی ہے۔ موصوف کے سیاسی حریف اس بیان کو ملک وقوم سے غداری اور وطن دشمنی قرار دے رہے ہیں اور اُن کے محاسبہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جبکہ اُن کی جماعت اُن کے مؤقف کو درست قرار دیتے ہوئے کہہ رہی ہے کہ ایسا خط لکھنا کسی صورت معیوب نہیں بلکہ سابق وزیراعظم پاکستان بے نظیر بھٹو بھی ایسا خط لکھ چکی ہیں۔ پھر یہ کہ اس خط میں آئی ایم ایف کو قرض نہ دینے کی تجویز نہیں دی گئی وغیرہ وغیرہ۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سیاست دانوں کی محض سیاسی پوائنٹ سکورنگ ہے لہٰذا اس پر تو ہم کوئی تبصرہ نہیں کرتے، یہ سیاست دان جانیں اور عوام جانیں۔ ہم صرف پاکستان کی مالی صورتِ حال پر تبصرہ کر دیتے ہیں اور علاوہ ازیں یہ کہ IMF کی فنڈنگ کے نفع ونقصان سے قطع نظر ہم دینی بنیادوں پر اپنا اصولی مؤقف قارئین کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

پنجابی کی ایک ضرب المثل جس کے اصل الفاظ لکھتے ہوئے تو ہمیں گھن آتی ہے، بہرحال مفہوم یہ ہے کہ گمراہ انسان کا مالی خسارہ جب تمام حدود کراس کر جاتا ہے تو وہ زندگی کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے دیانت، محنت اور خودداری کا سہارا لے کر مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کی بجائے گھر کے برتن بیچنا شروع کر دیتا ہے۔ پاکستان کے مالی معاملات تو یقیناً ایک عرصہ سے سدھر نہیں رہے تھے اور پسپائی اختیار کیے ہوئے تھے لیکن گزشتہ تقریباً دو سال سے مالی لحاظ سے ہم جس طرح اوندھے منہ گرے ہیں اس کی ماضی میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔ حیرت کی بات ہے دو سال قبل شرح نمو 5.97 فیصد یعنی قریباً 6 فیصد تھی اور اُس سے ایک سال قبل 5.37 فیصد تھی۔ زرمبادلہ کے ذخائر مارچ 2022ء میں 22.6 بلین ڈالر تھے۔ یقیناً صورتِ حال کوئی آئیڈیل یا قابلِ فخر نہیں تھی لیکن اکثر اقتصادی عشاریے مثبت دکھائی دے رہے تھے۔ یہ وہ اعداد وشمار ہیں جو 16 ماہ کی PDM حکومت نے اکنامک سروے 2022ء میں خود اپنے دستخطوں کے ساتھ شائع کیے۔ اُس وقت ڈیفالٹ کا کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں تھا۔ پاکستان نے IMF کا پروگرام بھی بعض سخت شرائط کی وجہ سے معطل کر رکھا تھا۔ لیکن پھر اپریل 2022ء کے بعد صورتِ حال تیزی سے بدلنا شروع ہوگئی اور اقتصادی صورتِ حال کے حوالے سے بُری خبریں آنا شروع ہوئیں۔ جولائی 2022ء تک زرمبادلہ کے ذخائر سنگل ڈیجٹ میں جا چکے تھے۔ ڈالر، پیٹرول، بجلی، گیس، ادویات الغرض تمام بنیادی ضروریات کی اشیاء کی قیمتوں میں ہوش رُبا اضافہ ہوتا چلا گیا۔ شرح نمو گرتے گرتے صفر کی حد کو عبور کرتے ہوئے منفی میں جا پہنچی۔ افراطِ زر نے عام آدمی کو پیس کر رکھ دیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حکومت اپنی اصلاح اور ایسے اقدامات کرتی جس سے ڈیفالٹ کا خطرہ بھی ٹل جاتا اور ہماری سلامتی کو بھی خطرہ لاحق نہ رہتا۔ لیکن افسوس کہ 2024ء کے تیسرے ماہ کے آغاز پر بھی ہماری معیشت بُری طرح دلدل میں دھنسی ہوئی ہے۔ حالات اس قدر دگرگوں کر دیے گئے ہیں کہ ہائبرڈ پلس یا پرومیکس حکومت بھی بُری طرح ناکام نظر آتی ہے۔

ہم قارئین کو تمام حقائق اور پس منظر سے آگاہ کرنے کے لیے بات 1980ء سے شروع کرتے ہیں جب پاکستان آئی ایم ایف کے Extended Facility Fund کا پہلی مرتبہ حصہ بنا تو اس کے بعد ملک کو بدترین معاشی بدحالی، افراطِ زر، بے روزگاری اور معیشت کے ہر میدان میں گراوٹ اور غلامی کے سوا کچھ نہ ملا۔ پاکستان 24 مرتبہ آئی ایم ایف کے پاس کشکول لے کے جا چکا ہے اور ہر مرتبہ ایسی سخت سے سخت شرائط کے ساتھ قرضہ دیا جاتا ہے کہ نہ صرف معاشی بلکہ سیاسی، سماجی، معاشرتی اور خارجہ پالیسی کے حوالے سے بھی ہماری خودمختاری سلب ہو جاتی ہے۔ ماضی میں آئی ایم ایف سے یہی چند ارب ڈالروں کی بھیک حاصل کرنے کے لیے ہم نے ملک کے اہم ترین اثاثہ جات کو گروی رکھوا دیا۔ ہر آنے والی حکومت نے ڈیفالٹ سے بچنے کے بیانیہ اور عالمی مالیاتی اداروں کو گارنٹی دینے کے نام پر کئی کئی مرتبہ موٹروے، ایئرپورٹس، بڑی شاہراہیں، ریڈیو پاکستان، پی ٹی وی الغرض قومی اثاثوں کو گروی رکھوایا۔ آئی ایم ایف کے گزشتہ پروگرام جو کہ PDM کے 16 ماہ کی حکومت کے دوران لیا گیا اور جس کا تسلسل نگران حکومت کے دور میں بھی رہا۔ بلکہ اس کی پشت پر ایک نئے معاہدے کا بوجھ بھی ڈال دیا گیا تھا۔ اسی معاہدے کے تحت پاکستان کے قومی اثاثہ جات کی فروخت کے حوالے سے بھی بات سامنے آئی۔ پھر یہ کہ ہائبرڈ پلس یا پرومیکس ماڈل کے تحت "Special Investment Facilitation (SIFC) Council" قائم کی گئی۔ پارلیمانی نگرانی اور عوامی جواب دہی سے مبرا ایسے ادارے کا قیام کتنا موثر ہوگا اور اس کا ملکی مفادات پر کیا اثر ہوگا یہ فیصلہ تو تاریخ کرے گی۔ لیکن اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ آج آئی ایم ایف پاکستان کو ماتھے کے بل گھسیٹ کر اُس کے خونی ناک سے لمبی لمبی اور گہری لکیریں نکلوا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور پاکستان کے دشمن امریکہ، اسرائیل اور بھارت کو کسی طرح ایک اسلامی ملک بطور ایٹمی قوت قبول نہیں۔ یہ ممالک پہلے بھی بہت سی ایسی تدابیر اختیار کر چکے ہیں جن سے پاکستان کو ایٹمی قوت سے محروم کیا جا سکے جس میں کہوٹہ پر حملہ کی کوشش وغیرہ بھی شامل ہے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ناکام ہوئے۔ جنگ کا آپشن بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پاکستان اپنی سلامتی خطرے میں دیکھ کر ہمسایہ پر ایٹمی حملہ کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔ لہٰذا اب ایک عرصہ سے اس پالیسی پر چلنے کا فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کو معاشی طور پر تباہ و برباد کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ پاکستان بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے ایٹمی اثاثہ جات سرنڈر کر دے اور اپنی نظریاتی اساس سے تائب ہو جائے۔ یعنی ہمیں دینی اور دنیوی خودکشی کی طرف راغب کیا جا رہا ہے گویا ہمیں کہا جا رہا ہے کہ اپنی نظریاتی یعنی دینی بنیاد کو زمین میں دفن کر دو اور اپنی سلامتی ہمارے پاس گروی رکھ دو۔ ہم آنے والی حکومت سے بھی ہاتھ جوڑ کر استدعا کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کے اثاثے فروخت نہ کرے اپنی پالیسیاں درست کرے، اپنے اخراجات میں کمی کرے۔ ہم پاکستان کے تمام ریاستی اداروں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی عقل اور ہوش کے ناخن لیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ اُس نے انسان کی تخلیق بڑی اعلیٰ سطح پر کی ہے۔ انسان کی تخلیق کو تمام تخلیقات میں ذروۃ السنام کی حیثیت حاصل ہے، اسی لیے اُسے اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس بہترین تخلیق کو دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے کوئی رہنمائی نہ عطا فرماتا، اُسے نیک و بد نہ سمجھاتا۔ یہ رہنمائی اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں بھی دی اور جب اجسام کو ارواح کے ساتھ جوڑ کر دنیا میں پیدا کیا تب بھی اُن کی ہدایت کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام بھیجے، اُن کی صحیفوں سے مدد کی اور اُن میں سے کچھ پر کتابیں نازل کیں تاکہ انسان صراطِ مستقیم پر گامزن رہ سکے۔ اُسے بتایا کہ اس دارِ فانی سے کوچ کرنے کے بعد کون سے اعمال اُسے ہمیشہ ہمیشہ کی جنت میں داخل کریں گے اور کون سے اعمال اُسے آتش دوزخ میں ایسے جلائیں گے کہ وہ موت کی دہائیاں دے گا لیکن موت بھی نہیں آئے گی اور مسلسل عذاب سے دوچار رہے گا۔ پھر جن گناہوں کی پاداش میں وہ اس عذاب میں جھونکا جائے گا اُنہیں categorize بھی کر دیا یعنی چھوٹے اور بڑے گناہ۔ کون نہیں جانتا علمی، نظریاتی اور عقیدہ کے لحاظ سے سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک شرک عظیم ظلم ہے (یعنی بدترین گناہ ہے) اور عملی طور پر سود کا لین دین بدترین گناہ ہے۔ قرآن پاک نے اسے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک للکار ہے جو کسی دوسرے گناہ کے لیے نہیں دی گئی۔ گویا اللہ تعالیٰ کا غضب اس جرم پر شدت سے بھڑک اٹھتا ہے۔ اس گناہ کے گھناؤنے پن کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے ایسے ایسے فرمودات ہیں کہ انسان لرز اٹھتا ہے۔ اللہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ یقیناً سودی لین دین کا اصل ضرر اور شر کتنا وسیع اور خوفناک ہے یہ تو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ ہی جانتے ہوں گے ہم ایک عام انسان کی حیثیت سے جو کچھ جانتے ہیں اُس میں اہم ترین یہ ہے کہ سودی لین دین، انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کا بدترین ذریعہ ہے۔ بعض لوگ انتہائی بھولپن یا حماقتِ عظمیٰ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے نجی سطح پر لیے دیئے جانے والا سود مراد ہے۔ بنک کا سود اس زمرے میں نہیں آتا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ نجی سود تو ایک فرد یا اُس کے گھرانے اور خاندان کو متاثر کرتا ہے۔ بنک کا سود ملک و قوم کی بربادی کا باعث بنتا ہے۔ اور عالمی اداروں کا سود افراد ہی کو نہیں اقوام کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیتا ہے۔ قوموں کی وہی حالت ہوتی ہے جو زمانہ جہالت میں زرخرید غلاموں کی ہوتی تھی۔ لہٰذا ہمارے نزدیک IMF سے قرضہ لینے والے ممالک اپنے لیے آزاد پالیسیاں نہیں بنا سکتے۔ ان ممالک کی حکومتیں دن دیہاڑے غیروں کے احکامات مان کر خود ہی اپنے ملک کی جڑوں پر بے دریغ کلہاڑا چلاتی ہیں۔ خود پاکستان اس کی مثال ہے یہ ممالک اپنی انا اور خودداری فروخت کر دیتے ہیں۔ ملک میں فساد پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ خون خرابے کی نوبت بھی آ جاتی ہے لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم سودی نظام کی مخالفت صرف ان نقصانات کی وجہ سے نہیں کرتے بلکہ اصلی اور حقیقی بات یہ ہے کہ سود کو ہمارے رب، ہمارے خالق اور مالک نے حرام قرار دیا ہے، اس لیے ہمیں اس کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہیے۔ وہ مسلمان اپنے ایمان کی خیر منائے جو یہ نہیں سمجھتا کہ انسان خود اپنا اتنا بہی خواہ نہیں جتنا رب کریم اُس کی بھلائی اور بہتری کو جانتا اور سمجھتا ہے۔ انسان کی زندگی کا ہر لمحہ اُس ہی کی رحمت کا محتاج ہے۔ گویا دنیا و آخرت کی فلاح اُس کے احکامات کی تعمیل میں مضمر ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ مادہ پرستی کا توڑ کرنے کے لیے جدید علم الکلام کی بنیاد رکھنے کی ضرورت ہے۔

اگر ہم modernization کی اصطلاح مغرب سے اٹھا کر لائیں گے تو اس کی جڑ اور بنیاد میں وحی کی تعلیم کا انکار ملے گا۔

فلسطینی تو مسجد اقصیٰ کی حرمت کے لیے شہادتیں پیش کر رہے ہیں لیکن باقی امت کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا کر رہی ہے؟

وہ ریاست کیسے اسلامی ہو سکتی ہے جہاں بے عمل مسلمان ہوں، سود کا دھندہ ہو، بے حیائی کا طوفان ہو اور غیر شرعی قوانین پاس ہو رہے ہوں؟

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: فلسطین کا مسئلہ اسی طرح گرم ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم اس کے عادی ہو گئے ہیں۔ البتہ پاکستان میں الیکشن مہم کے دوران یہ چیز بہت پس منظر میں چلی گئی اور لگتا یہی ہے کہ دنیا میں بھی پس منظر میں جا چکی ہوئی ہے۔ اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

امیر تنظیم اسلامی: یہ ہماری بے حسی کا معاملہ ہے۔ زندگی اللہ تعالیٰ نے امتحان کے لیے دی۔ اگر اہل فلسطین کا امتحان ہو رہا ہے اور روزانہ سو دو سو ڈھائی سو شہادتوں کا معاملہ ہے تو ان سے بڑھ کر آزمائش ہماری بھی ہو رہی ہے اور پوری اُمت مسلمہ کی آزمائش ہے۔ کیا امت ان مسلمان بھائیوں، بہنوں اور بچوں کے درد کو محسوس کرتی ہے؟ یہ وقت تو گزر جائے گا، شہادتیں دینے والے تو اللہ کے ہاں اجر پا رہے ہیں اور ان کے گھر والے جو پیچھے رہ گئے وہ ان مصائب پر صبر کا اجر پائیں گے ان شاء اللہ۔ وہ تو اقصیٰ کی حرمت کے دفاع کا گویا امت کی طرف سے فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ تو اللہ کے ہاں سرخرو ہو جائیں گے۔ ہم غور کریں کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ٹھیک ہے الیکشن اپنی جگہ تھا لیکن ہم نے فلسطین جیسے اتنے بڑے ایشو کو فراموش کر دیا۔ ہماری ہیڈ لائنز نیوز میں فلسطین کہیں ذکر ہے اور نہ ہی ہماری اشرافیہ کے بیانات میں کوئی اس کا حوالہ ہے۔ حد یہ ہے کہ دینی طبقات کے ہاں دعاؤں تک کا اہتمام ختم ہو گیا۔ یعنی کچھ عرصے پہلے ہم نے قنوت نازلہ کے اہتمام کی طرف توجہ دلائی تھی لیکن اچھے بھلے دینی حضرات کے ہاں بھی اس کا اہتمام نہیں اور اگر کہیں شروع بھی ہوا تو وہ ختم ہو گیا۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم پر بے حسی غالب آ گئی ہے۔ سوچنا چاہیے کہ بحیثیت اُمت اپنے فریضہ کے حوالے سے روز قیامت اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ بہرحال جنہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہے انہیں اس مسئلہ کو زندہ رکھنا چاہیے۔ رمضان المبارک آیا چاہتا ہے۔ پچھلے چند برسوں سے اسرائیلی مستقل طور پر رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد اقصیٰ کی حرمت کو پامال کر رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں پر فائرنگ ہوتی ہے، ان کے لیے دروازے بھی بند کیے جاتے ہیں، ان پر لاٹھی چارج بھی کیا جاتا ہے۔ چند سال قبل عین عید الفطر کے روز وہاں مسلمانوں پر بمباری کی گئی اور مسلمان بچوں اور بڑوں کی لاشیں ہر طرف نظر آ رہی تھیں۔ ہم اتنے بے حس

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہو چکے ہیں کہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود بھی ہمیں کچھ نہیں ہوتا۔ یہ وقت تو گزر جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ یہ مملکت خداداد پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی اور بانی پاکستان نے فرمایا تھا کہ اگر فلسطینیوں پر ظلم ہوگا تو اس کا جواب براہ راست پاکستان سے دیا جائے گا۔ اللہ نے پاکستان کو ایٹمی قوت بھی عطا کی لیکن آج شاید ہم یہ بھول گئے ہیں۔ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں اسرائیل کے خلاف جنوبی افریقہ گیا ہے، کسی مسلمان ملک کو توفیق نہیں ہوئی۔ عرب ممالک نے فلسطینیوں کے لیے تمام راستے بند کیے ہوئے ہیں جبکہ اسرائیل کے لیے آگے بڑھ بڑھ کر ہر طرح کے راستے اور مواقع کھولے جا رہے ہیں۔ بہرحال جن میں دینی حمیت ہے ان کے لیے عرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ کچھ کرنے کے کام تنظیم اسلامی نے اپنے پلیٹ فارم سے پہلے گنوائے ہیں اور آئندہ بھی گنواتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

سوال: الیکشن مہم کے دوران بڑے بڑے دعوے کرنے والے سیاستدانوں نے مسئلہ فلسطین کا نام لینا گوارا نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: یہ بے حسی کی انتہا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا دین ہماری ترجیحات میں ہے؟ کیا کسی نے اپنی انتخابی مہم میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم سود کا خاتمہ کریں گے؟ بے حیائی کا خاتمہ کریں گے بلکہ ٹرانسجینڈر کے نام پر ایل جی بی ٹی کو پروموٹ کرنے والی باتیں ان کے منشور میں لکھی ہوئی ہیں۔ پارلیمنٹ میں آ کر بیٹھتے ہیں تو نظریۂ پاکستان سے وفاداری کا عہد کر کے بیٹھتے ہیں۔ پاکستان کا نظریہ کیا تھا؟ پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ۔ کلمہ طیبہ کی بنیاد پر ہم نے اس ملک کو حاصل کیا لیکن آج اس میں اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہم سوچنے سمجھنے کی کوشش کریں کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ دنیا کے حصول کے لیے، اقتدار کے لیے، مال و دولت کے لیے ہمیں کتنی فکرمندی ہے۔ لیکن اللہ کے دین کے نفاذ کی ہمیں کتنی فکر ہے؟ قرآن کہتا ہے کہ سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، لیکن آج ہمارے بھائیوں کا درد ہمیں محسوس ہوتا ہے؟ ہمارے سوشل میڈیا پر بھی یہی بے حسی طاری ہے، کہیں فلسطین کا ذکر نہیں آ رہا ہے۔ وی لاگرز ڈرتے ہیں کہ کہیں ہمارے چینلز بند نہ ہو جائیں۔ یہی حال رہا تو کل آپ اسرائیل کے خلاف بھی بات نہیں کر سکیں گے۔

سوال: میرا تعلق یوپی سے ہے۔ 2024ء میں انڈیا میں الیکشن ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ووٹ دینے کی دو شرطیں بتائی ہیں: ایک جس کو ووٹ دیا جا رہا ہے وہ بظاہر گناہ کبیرہ سے بچتا ہو۔ دوسرا یہ کہ جس پارٹی کو ووٹ دیا جا رہا ہے اس کے منشور میں خلاف شریعت چیزیں نہ ہوں جبکہ انڈیا میں تو اکثر و بیشتر پارٹیاں فاسق و فاجر ہیں۔ کیا ایسی صورت میں ووٹ دینا جائز ہے جبکہ ووٹ ایک امانت بھی ہے؟ (محمد طائف، انڈیا)

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم اسلامی کی بنیادی پالیسی یہ ہے کہ نظام جب بھی بدلے گا وہ انقلابی جدوجہد کے ذریعے بدلے گا، انتخابی سیاست سے چلتا ہوا نظام چل تو سکتا ہے لیکن بدل نہیں سکتا۔ اگر ہم پاکستان کے تناظر میں بات کریں تو اس کا اصل مسئلہ یہی ہے کہ یہاں اسلام نافذ ہوگا تو معاملات سدھریں گے لیکن جب تک اسلام غالب نہیں ہوتا تو ملک کا نظام چلانے کے لیے جمہوریت ضروری ہے اور اس کے لیے ووٹ دینا چاہیے۔ البتہ امانت کو اہل لوگوں کے حوالے کیا جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

> آج یونیورسٹیاں بھی بہت ہیں، کالجز اور ہر طرح کے سکول ہیں لیکن تعلیم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کو نکال دیا گیا لہٰذا معاشرتی تباہی ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ﴾ (النساء:58) ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔''

اس لحاظ سے تنظیم اسلامی نے اپنے رفقاء کے لیے دو شرائط طے کی ہیں کہ جن کے تحت وہ ووٹ دے سکتے ہیں۔

1۔ اس کو ووٹ دیا جائے جو بظاہر فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو۔

2۔ اس کا تعلق ایسی پارٹی سے نہ ہو جس کے منشور میں خلاف شریعت چیزیں ہوں اور اس کی قیادت کے بیانات میں خلاف اسلام باتیں ہوں۔ اگر یہ تقاضے پورے ہوتے ہیں تو ووٹ دینا چاہیے نہیں تو نہیں دینا چاہیے۔ یہ تو پاکستان کے تناظر میں بات ہے کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور آئین میں بھی کچھ بنیادی دفعات اسلامی ہیں۔ لیکن بھارت میں چونکہ مسلمان اقلیت میں ہیں لہٰذا وہاں کے معاملات کچھ اور ہیں۔ بہتر یہی ہوگا کہ آپ وہاں کے مقامی علماء سے پوچھیں وہ بہتر رہنمائی دے سکتے ہیں۔

سوال: میں انڈیا میں رہ کر تنظیم اسلامی میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں؟ (محمد طائف، انڈیا)

امیر تنظیم اسلامی: آپ جہاں ہیں وہاں رہ کر دین کے لیے محنت کر سکتے ہیں۔ جتنے دین پر آپ خود عمل کر سکتے ہیں فوراً کیجیے۔ پھر اللہ کی کتاب فرماتی ہے:

﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: 6) ''بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے۔''

آپ اپنے گھر میں دین کی بات کر سکتے ہیں۔ اپنے دوست احباب، رشتہ داروں، آفس، کمپنی، کاروبار کی جگہوں پر دین کی بات کر سکتے ہیں۔ اگر کچھ لوگ دین کے غلبے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں تو ان کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ آپ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیان القرآن سے استفادہ کر سکتے ہیں، اسی طرح ان کا منتخب نصاب ہے جس میں قرآن کے منتخب مقامات کی روشنی میں منہج انقلاب نبوی کو بیان کیا گیا ہے۔ اگر آپ خود ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو سن رہے ہیں تو اپنے دوست احباب کو بھی سنوائیں۔ تنظیم اسلامی کا کوئی نظم انڈیا میں نہیں ہے۔ اس لیے ہم ان کو یہی مشورہ دیں گے کہ خدمت قرآنی والے کام کو لے کر آگے بڑھیں اور اپنے ہم خیال ساتھیوں کو جمع کریں۔ پھر اللہ توفیق عطا فرمائے تو اس اجتماعیت کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔

سوال: میں فرانس میں رہتا ہوں اور میں کبھی نماز شروع کرتا، کبھی چھوڑ دیتا ہوں اور برے کام کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب نماز شروع کرتا ہوں اور برے کام چھوڑتا ہوں تو میرا جسم تھکاوٹ اور سستی محسوس کرتا ہے اور نیند آنا شروع ہو جاتی ہے۔ پھر برائی میں پڑ جاتا ہوں۔ ایسا کئی بار ہوا ہے۔ اب میں تھک گیا ہوں۔ برائے مہربانی کوئی طریقہ بتائیں؟ (زین محمد، فرانس)

امیر تنظیم اسلامی: غلطی کا احساس ہی اصلاح کی جانب پہلا قدم ہوتا ہے۔ قرآن میں اللہ کہتا ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ﴾ (العنکبوت:45) ''یقیناً نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور بُرے کاموں سے۔''

بالفرض ایک بندہ چوبیس گھنٹے گناہ میں لگا ہوا ہے، اگر نماز شروع کر دے تو کم از کم ایک ڈیڑھ گھنٹہ برائی میں کمی آ جائے گی۔ اگر نماز میں پوری توجہ رہے گی اور معلوم ہوگا کہ میں اللہ سے کیا عہد کر رہا ہوں تو اس کے بعد وہ برائی سے خود بخود رُکنا شروع ہو جائے گا۔ ان بھائی صاحب سے بھی یہی گزارش ہے کہ جب آپ نماز پڑھتے ہیں تو پورے شعور کے ساتھ پڑھیں۔ گویا اللہ سے ملاقات ہو رہی ہے اور جو نماز میں تلاوت ہو رہی ہے اس پر پوری توجہ ہو کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں تو ان شاء اللہ اس کے اثرات نماز کے بعد بھی آئیں گے۔ پھر یہ کہ اکیلا انسان برائی میں جلدی پڑ سکتا ہے اس لیے دین نے اجتماعیت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۱۱۹﴾ (التوبہ) ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔''

صاحب ایمان لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوگا تو کچھ نہ کچھ ایمانی اثرات پیدا ہوں گے اور برائی سے بھی اتنا ہی دور رہیں گے۔ خیر میں آگے بڑھنا آسان ہوگا۔ آخری اور اہم بات یہ کہ بندہ اللہ سے رو کر دعا مانگے۔ جیسے حدیث میں دعا سکھائی گئی:

((اللھم اعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك)) ''اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر کے لیے اور اپنے شکر کی اور اپنی عمدہ عبادت کے لیے''

یہ حسن عبادت صرف نماز میں ہی مطلوب نہیں ہے بلکہ چوبیس گھنٹے اللہ کی بندگی کرنی ہے اور اس میں یہ خوبی چاہیے۔ بندہ اللہ کے سامنے اپنی مجبوری رکھے۔ اللہ کی ذات بہت قریب ہے اور قرآن کہتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ﴾ (العنکبوت: 69) ''اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے ہم لازماً ان کی راہنمائی کریں گے اپنے راستوں کی طرف۔''

شیطان انسان کو ورغلانے کی بھرپور کوشش جاری رکھتا ہے مگر اس کے حملوں سے بچانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لہٰذا اللہ سے رو رو کر دعا مانگیں تو اللہ توفیق دے گا۔

میزبان: نماز کی، دین پر عمل کی جس قدر توفیق ملی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ میں اس قابل بھی نہ ہوتا اگر اللہ مجھے توفیق نہ دیتا۔ شکر کریں گے تو اللہ مزید توفیق دے گا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم:7) ''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا''

دنیاوی اور دینی دونوں طرح کے معاملات کے لحاظ سے میرے خیال سے یہ ایک فائدہ مند چیز ان شاء اللہ!

سوال: اگر ہم معاشرتی اور مالی مسائل کی وجہ سے ایک مسلم ملک کو چھوڑ کر غیر مسلم ملک (یورپ، امریکہ) میں آباد ہو جائیں تو ہم بطور مسلمان کہاں کھڑے ہوں گے؟ (حماد نسیم صاحب)

امیر تنظیم اسلامی: اس وقت تو صورت حال یہ ہے کہ 2023ء میں پاکستان میں مجموعی طور پر 65 لاکھ پاسپورٹ (40 ہزار روزانہ) بنے ہیں۔ ان میں سے بہت سارے لوگ اگرچہ حج، عمرے، بزنس اور سٹڈی کے لیے بھی جاتے ہیں لیکن زیادہ تر ان میں تارکین وطن تھے۔ ایک اندازے کے مطابق گزشتہ برس

ساڑھے 8 لاکھ لوگ ملک چھوڑ چکے ہیں۔ یہ ratio اب مزید بڑھ رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات معاشی ہیں، پھر عدل وانصاف نہیں ہے۔ یہ الگ بحث ہے جانا چاہیے یا نہیں۔

سوال: یورپ میں جو حالات ہیں بچے چاہے کچھ بھی کریں لیکن والدین انہیں روک نہیں سکتے۔ فرض کریں ماں نے اگر ٹرانسجینڈر کے خلاف بات کردی تو پولیس آکر بچوں کو لے جاتی ہے۔ یعنی وہاں بچوں کے بگڑنے کے زیادہ چانسز ہیں، اگر ملک چھوڑنے والوں کی اولادیں وہاں جاکر بگڑ گئیں تو اس کے ذمہ دار والدین نہیں ہوں گے جو وہاں لے کر گئے؟

امیر تنظیم اسلامی: کیوں نہیں ہوں گے۔ ایک دفعہ میں ایک لائیو ٹیلی کاسٹ پروگرام میں تھا، پروگرام میں کچھ مفتی صاحبان اور علما بھی موجود تھے، اس دوران امریکہ سے ایک شخص کا لائیو فون آیا کہ میرے بچے بگڑ رہے ہیں، آپ انہیں کچھ نصیحت کریں وہ سن رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جناب آپ گئے کیوں تھے؟ بولے معاش کے لیے۔ میں نے کہا اب آپ بوڑھے ہو رہے ہیں اور بچے بڑے ہو رہے ہیں تو وہ یہی سوچیں گے کہ آپ کا بڑھاپا اب ان کی خواہشات کے راستے میں رکاوٹ بنے گا۔ وہاں بوڑھے والدین کو اولڈ ہاؤسز کے اندر ہی ڈالا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہماری ترجیحات کیا ہیں؟ کیا ہم دین اور آخرت چاہتے ہیں یا پھر دنیا کا مال و دولت ہماری ترجیح ہے۔ اگر آپ دین کو ترجیح دیتے ہیں تو آپ اب اس ملک کو چھوڑ دیں۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے کہ جہاں ایمان کی حفاظت کرنے، اقامت دین کی جدوجہد کرنے کے زیادہ مواقع ہیں وہاں رہائش کو ترجیح دینا چاہیے۔ بالخصوص پاکستان واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا ہے۔ باقی دنیا کے مقابلے میں یہاں اسلام پر عمل پیرا ہونے اور اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کے زیادہ مواقع ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے امریکہ میں ان مسلمانوں سے ایک زوردار خطاب کیا تھا جو پاکستان سے جاکر امریکہ میں سیٹل ہو گئے تھے۔ راہ نجات کے عنوان سے یہ خطاب سورۃ العصر کی روشنی میں تھا کہ نجات کے لیے چار شرائط ہیں۔ ان لازمی شرائط کو پورا کرنے کے حوالے سے مسلم ممالک میں زیادہ مواقع ہیں یا یورپ وامریکہ میں؟ اس پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ عموماً وہاں اگلی نسلیں دین سے دور ہو جاتی ہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص عیسائیوں کے ساتھ کرسمس کا تہوار کیک کاٹ کر اور گرجا گھر جاکر منائے تو کیا وہ مسلمان ہے؟ پاکستان میں غیر اسلامی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست نہیں ہے؟ (حماد نسیم صاحب)

امیر تنظیم اسلامی: یہ ایک فقہی مسئلہ ہے جس کا صحیح جواب مفتیان کرام ہی دے سکتے ہیں البتہ ایک پہلو کو واضح کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کرسمس عیسائیوں کا ایک طبقہ اس عقیدے کے ساتھ مناتا ہے کہ اس دن تین خداؤں میں سے ایک یا خدا کا بیٹا آیا تھا۔ یہ عقیدہ شرک پر مبنی ہے۔ کوئی بھی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود ایسی شرکیہ رسومات میں شرکت کرنا گناہ اور فسق و فجور کی بات ہے۔ اس پر ٹھیک ٹھاک فتاویٰ موجود ہیں۔ اگر کسی اسلامی ملک میں غیر مسلم اپنی رسومات یا تہوار مناتے ہیں تو وہ اپنی عبادتگاہوں کی حد تک کر سکتے ہیں، اسلامی ریاست ان کی حفاظت کرے گی لیکن مسلم حکمرانوں کی ان میں شرکت غیر شرعی ہے۔ ہمارے ہاں سیاستدان جو طاغوت کو خوش کرنے کے لیے اس طرح کی حرکتیں کر رہے ہیں یہ انتہائی درجے کا گناہ ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۖ﴾ (البقرة: 256)

''دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔''

اس آیت کا بھی لوگوں نے غلط مفہوم لیا کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جبراً اسلام قبول کروانے میں نہیں ہے لیکن جس نے آزاد مرضی سے اسلام قبول کرلیا اب اس پر شرعی قوانین لاگو ہوں گے۔ بچہ چھوٹا ہو تو اس کو نماز سکھائی جاتی ہے، جب دس سال کا ہو جائے تو پھر سختی کی جائے گی۔ سوال کا دوسرا حصہ کہ پاکستان اسلامی ریاست ہے یا نہیں؟ وہ ریاست کیسے اسلامی ہو سکتی ہے جہاں بے عمل مسلمان ہوں، سود کا دھندہ بھی چل رہا ہو، بے حیائی کا طوفان ہو، غیر شرعی قوانین پاس ہو رہے ہوں۔ اسلامی ریاست وہ ہوتی ہے جس میں اسلام نافذ ہو، جہاں اسلام نافذ نہیں ہے لیکن مسلمانوں کی اکثریت ہے، حکمران بھی مسلمان ہیں وہ مسلم ریاست کہلائے گی۔

سوال: میں نے دیکھا ہے کہ آپ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ہر بات پر عمل کرتے ہیں کیا کوئی ایسا نکتہ ہے جس پر آپ کے خیالات ڈاکٹر اسرار احمد سے مختلف ہیں؟ (سعد امین، ابوظہبی)

امیر تنظیم اسلامی: کھلے الفاظ میں عرض کروں ڈاکٹر صاحب کا جو اشعار کا مزاج تھا میرا نہیں ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب کا مزاج تھا کہ وہ مغربی فلسفے پر نگاہ رکھتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ ان کے طلبہ میں سے کچھ اس کام میں آگے بڑھیں، کچھ بڑھے لیکن ہم نہیں بڑھ سکے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب کا مزاج تھا کہ وہ خطاب کی بھرپور تیاری کیا کرتے تھے، میرے اندر بہت کمزوری ہے۔ جہاں تک ڈاکٹر صاحبؒ سے اختلاف کی بات ہے تو ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے تھے جب دین کی مغلوبیت کا دور ہو تو کم سے کم پر اکتفا کرنا چاہیے اسی کے ذیل میں کہ شادی ایک ہی کرنی چاہیے۔ البتہ ہمارے سابق امیر محترم عاکف سعید صاحب نے فرمایا کہ بھائی ڈاکٹر صاحب کے خیالات سر آنکھوں پر لیکن ہمارے لیے سب سے بڑے انقلابی رہنما اور ہمارے لیے اسوۂ رسول اکرم ﷺ ہیں انہوں نے تو متعدد نکاح کیے تھے۔ یہاں ہمارا اختلاف ہو گیا۔ اسی طرح ہماری تنظیم کے بعض رفقاء کا خیال ہے کہ سکول کھولنے چاہئیں لیکن ڈاکٹر صاحب اس کی نفی کرتے تھے۔ سکول کسی نے کھولنا ہے تو کھول لے لیکن تنظیم اسلامی نہ کھولے۔ مگر یہ کہ بچوں کی تعلیم اپنی جگہ ایک اہم معاملہ ہے، چاہے ہم خود پڑھائیں، اپنی اقدار کے مطابق پڑھائیں۔ ہماری خواہش ہے اور اللہ تعالیٰ نے راستہ بھی کھولا کہ سکول کے طلبہ و طالبات کے لیے قرآن حکیم کے سلیبس پر کام ہوا۔ اگرچہ وہ کسی اور ادارے کے تحت ہوا۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ جب 2 لاکھ کی تعداد ایسی ہو جائے کہ جو دین پر عمل پیرا ہو تو اس کے بعد باطل نظام کو چیلنج کیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وقت اور حالات کی مناسبت سے اس تعداد میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب یہ بات کرتے تھے تو اس وقت پاکستان کی آبادی پندرہ سولہ کروڑ ہو گی لیکن آج پچیس کروڑ ہے۔ وقت کے لحاظ سے تدبیر میں ردو بدل ہو سکتا ہے لیکن بنیادی اصول ایک ہی رہے گا کہ ہم نے منہج انقلاب نبوی کو ہر صورت میں مدنظر رکھنا ہے۔

> **جب یورپ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا تو اس وقت ہسپانیہ سمیت اسلامی علاقوں میں روشنی تھی۔ یورپ کا نوجوان وہاں سے روشنی لے کر گیا اور اس روشنی میں اس نے اپنے عقائد کو چیک کرنا شروع کیا۔**

سوال: بحیثیت امیر تنظیم اسلامی کیا آپ پر پابندی ہے

کہ آپ ڈاکٹر صاحب کی ہر بات سے اتفاق کریں؟

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر صاحبؒ نے خود بھی ایسی کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بھی پڑھو، دوسروں کو بھی پڑھو، بحث کرو، علمی اختلاف رکھ سکتے ہو۔ لہٰذا ہر ہر بات کو ماننا قطعاً کوئی ضروری نہیں۔ ہمارے ہاں بیعت کے الفاظ بھی یہ ہوتے ہیں کہ امیر کی ہر بات کو مانیں گے، سوائے ان باتوں کے جو شریعت کے خلاف ہوں۔ یعنی میرا اختیار شریعت کے دائرے کے اندر ہے۔

سوال: استعماری طاقتوں نے مختلف طریقوں سے امت مسلمہ میں گمراہ کن نظریات رائج کیے ہیں۔ ان مفسد تصورات کے پھیل جانے سے مسلمانوں کی وحدت فکر ختم ہوگئی ہے اور ہم نظریاتی ٹولیوں میں بٹ گئے ہیں۔ یہ سارا خلفشار عقائد و نظریات کا ہے۔ اس بھنور سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ (راحیل گوہر صدیقی، کراچی)

امیر تنظیم اسلامی: اس حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی بہت ہی ایک جامع تحریر ہے: ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت پورے عالم پر مغربی تہذیب کا غلغلہ ہے۔ اس کا ایک حاصل یہ ہے کہ ہماری ایک آنکھ تو کھلی ہوئی ہے مادہ پرستی والی، ظاہری علوم والی، جدید علوم والی لیکن دوسری آنکھ بالکل بند ہو چکی ہے جو وحی اور ہدایت کی روشنی میں دیکھنے والی آنکھ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ تین چیزوں کے مقابلے میں دیگر تین چیزیں آگئیں:

1۔ ظاہر کی آنکھ سے دیکھیں گے تو کائنات تو نظر آرہی ہے، بہت explore کر رہے ہیں لیکن خالق کائنات کہیں نظر نہیں آرہا۔

2۔ دنیا کی طرف ساری توجہ ہے لیکن آخرت نظر نہیں آرہی۔

3۔ ساری توجہ جسم پر ہے، جسمانی خواہشات پر ہے لیکن روح نظر نہیں آرہی۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی میں ہی اس تضاد کو ختم کرنے کا درس دیا۔ فرمایا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ①﴾ (العلق)

''پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

آج یونیورسٹیاں بھی بہت ہیں، کالجز اور ہر طرح کے سکول ہیں لیکن تعلیم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کو نکال دیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے ہی انسانیت کو تعلیم کیا دی تھی؟ آدم علیہ السلام کو اسماء کا علم سکھایا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:

﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ㊳﴾ (البقرۃ)

''تو جب بھی آئے تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔''

اصل مسئلہ فکر و عمل کا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اس مادہ پرستی کا توڑ کرنے کے لیے جدید علم الکلام کی بنیاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ میدان کھلا ہوا ہے، اس میں بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مرعوب ذہن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ افراد کہ جو واقعتاً ایمان کی دولت سے، اللہ کی توفیق سے مالا مال ہوں اور دین کے ساتھ committed ہوں، اللہ کی ذات پر ان کا توکل ہو وہ کھڑے ہوں، علم و تحقیق میں ان کی supervision ہو تو وہ اس فکری سطح پر جواب دینے کی کوشش کریں۔ فکری سطح پر یہ کام کرنے کا ہے اور ہو رہا ہے الا ماشاء اللہ۔ ہم عملی طور پر اپنے آپ کو قرآن سے جوڑ لیں تو ان نظریات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہا کرتے تھے کہ تھوڑی بہت عربی سیکھ لو تاکہ قرآن براہ راست مخاطب ہو سکے۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب فتنے ہی فتنے ہوں گے تو حضرت علیؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! ان فتنوں سے نکلنے کا راستہ کیا ہوگا۔ فرمایا: کتاب اللہ۔ اس کتاب میں غور و فکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایمان بھی مضبوط کرے گا اور فتنوں سے نکلنے کا راستہ بھی عطا فرمائے گا۔

سوال: ہماری نوجوان نسل کی اکثریت اسلام کے اصول و عقائد کو فرسودہ سمجھتی ہے اور ذہنی اور عملی طور پر اسے اپنانے کو تیار نہیں۔ کیا نئے ذہنوں کو متاثر کرنے کے لیے اسلام کی جدید تعبیر ضروری ہے؟ (راحیل گوہر صدیقی، کراچی)

امیر تنظیم اسلامی: حقیقت یہ ہے کہ جب یورپ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا تو اس وقت ہسپانیہ سمیت اسلامی علاقوں میں روشنی تھی۔ یورپ کا نوجوان وہاں سے روشنی لے کر گیا اور اس روشنی میں اس نے اپنے عقائد کو چیک کرنا شروع کیا۔ پادریوں سے سوالات کیے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تین خداؤں کی پرستش کی جائے، انہیں ایک بھی مانا جائے اور تین بھی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گناہ ہم کریں، خدا کے بیٹے کو سولی چڑھایا جائے اور ہم بخشے جائیں؟ پادریوں نے سوچا کہ سوالات اُٹھنے لگے ہیں تو انہوں نے ان کے علم کے حصول اور سوالات کرنے پر پابندی لگا دی۔ وہاں سے یورپ میں سائنس اور مذہب کا تصادم شروع ہوا اور ہوتے ہوتے وہ اس انتہا کو پہنچے کہ دنیوی ترقی تو بہت کر لی لیکن اللہ سے بالکل دور ہو گئے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس بات کو سورۃ الکہف کی تفسیر میں بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ سورۃ الکہف کی روشنی میں ہی ان کا ایک خطاب سائنس اور کلیسا کا تصادم کے عنوان سے تھا۔ اس کا مطالعہ بھی بہت مفید ہوگا۔ اگلی جو بات آئی کہ آج کے نوجوان کو اپیل کرنے کے لیے اسلام کی کوئی جدید تعبیر پیش کریں۔ لفظ جدید اپنی جگہ question mark ہے۔ اگر ہم modernization کی اصطلاح کو مغرب سے اٹھا کر لائیں گے تو اس کی جڑ اور بنیاد میں وحی کی تعلیم کا انکار ملے گا۔ اس معنی میں ہم اسلام کی کونسی تعبیر پیش کریں گے؟ البتہ اگر ہم لفظ جدید کو اس معنی میں لیں کہ آج کے نوجوان کے ذہن کے مطابق دین کو پیش کیا جائے اور اس کے ذہن میں جو سوالات اور اشکالات ہیں ان کا تسلی بخش جواب دیا جائے تو یہ وقت کی ضرورت ہے۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں سے ان کے فہم اور عقل کے مطابق کلام کرو۔ اگر ہم جدید کی بات کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی وحی اور ہدایت کا پہلو مدنظر رہنا چاہیے۔ مصر میں پندرہ بیس جلدوں پر مشتمل قرآن کی ساری تفسیر سائنسی بنیادوں پر کر دی گئی۔ اب آپ سوچیے کہ قرآن کی 6 ہزار سے زائد آیات کے ساتھ کیا مذاق ہوا ہوگا جب ہر آیت کے ساتھ سائنس کھینچ کر لانے کی کوشش کریں گے۔ قرآن سائنٹیفک فیکٹس کی بات ضرور کرتا ہے مگر اس کے ساتھ بھی قرآن ہدایت کو جوڑتا ہے اور اصلاً قرآن پاک اپنا تعارف کراتا ہے کہ وہ ہدایت کی کتاب ہے۔ اسی طرح جدید تعبیر یہ بھی نہیں ہونی چاہیے کہ ہم قرآن حکیم کو محض فلسفے کی کتاب بنا کر پیش نہ کریں۔ البتہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم زبان اور terminology وہ استعمال کریں جو آج کا نوجوان سمجھتا ہے اور پھر اٹھنے والے سوالات کا جواب دینے کی بھی کوشش کی جائے لیکن وہ انداز اختیار نہ کریں کہ دین کے ساتھ سمجھوتہ کرنا پڑے۔ جیسے سرسید جیسے لوگوں سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے جدید تعبیر کے چکر میں اسلام کی بنیادی تعلیمات کا ہی حلیہ بگاڑ دیا۔

❁❁❁

استقبالِ رمضان

مفتی مسعود الرحمٰن
استاذ قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد، کراچی

رمضان المبارک ہزاروں برکتوں اور رحمتوں کو اپنے دامن میں لیے ہم پر سایہ فگن ہے۔ یہ بابرکت مہینہ ایمان وتقویٰ کا مہینہ ہے۔ ہر بندۂ مومن اپنی اپنی ہمت اور ظرف کے مطابق اس کی برکتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ جس شخص کے دل میں ایمان کی معمولی بھی رمق باقی ہو اس مہینے میں معمولی ایمانی صلاحیتیں بھی ابھر کر سامنے آجاتی ہیں۔

اس مبارک مہینے کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنا مہینہ فرمایا ہے۔ گویا اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ انسان کو اپنا بندہ بنانا چاہتے ہیں اور انسان کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک سے ٹوٹا ہوا رشتہ دوبارہ جوڑ لے۔ اس مہینے میں رحمت خداوندی کا دریا موجزن ہوتا ہے اور ہر طالب رحمت کے لیے آغوشِ رحمت وا ہوجاتی ہے۔

20 حدیثِ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ اس ماہِ مبارک کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا بخشش اور تیسرا جہنم سے آزادی۔ یہ مہینہ نورانیت میں اضافہ، روحانیت میں ترقی، اجر وثواب میں زیادتی اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں کسی سائل کو خالی ہاتھ، کسی امیدوار کو ناامید اور کسی طالب کو ناکام و نامراد نہیں رکھا جاتا بلکہ ہر شخص کے لیے اس مہینے میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے رحمت و بخشش کی صدائے عام ہوتی ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ ہر سال آتا ہے اور چلا جاتا ہے مگر یہ ماہ مبارک ہمارے لیے کیا پیغام لے کر آتا ہے اور ہماری زندگی میں کیا انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے؟ بہت کم لوگ ہیں جو اس سوال پر غور کرنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے اور اس کی امتیازی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قمری سال کے بارہ مہینوں میں یہی ایک منفرد مہینہ ہے جس کا نام قرآن کریم میں مذکور ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرۃ 185) ”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔“

رمضان رمض سے مشتق ہے اور رمض کے معنی لغتِ عربیہ میں جلد دینے کے ہیں چونکہ اس مہینے میں یہ خصوصیت ہے کہ مسلمانوں کو گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے بشرطیکہ رمضان المبارک کا پورا احترام اور اس کے اعمال کا اہتمام کیا جائے۔ اس لیے اس کا نام رمضان ہوا۔

امام رازی ؒ فرماتے ہیں: ”جس طرح انتہائی درجہ حرارت اور تپش میں دھاتوں کو پگھلا کر ان کا میل کچیل اور کھوٹ کو علیحدہ کر کے خالص سونا اور چاندی اور صاف ستھری دھاتیں حاصل کی جاتی ہیں اسی طرح اس ماہ مبارک میں روزہ رکھ کر بھوک پیاس کی شدت برداشت کر کے اور گناہوں سے اجتناب کر کے روحانی صفائی اور گناہوں سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے یا جس طرح موسم بہار کی پہلی بارش سے نباتات، درختوں اور پودوں کی کونپلیں، پتے اور پھول نکلنے لگتے ہیں اور مٹی اور گرد وغبار سے صاف ہو کر درخت اور پودے ہرے بھرے نظر آنے لگتے ہیں اسی طرح رمضان کے مبارک مہینے میں شب روز کی عبادات اور روزہ اور تراویح کے اہتمام سے ایمان وعمل میں تازگی اور رونق آجاتی ہے اور روحانی صفائی اور ایمانی ترقی سے اسلامی معاشرہ باغ وبہار بن جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا رمضان المبارک کی تمنا اور شوق کرنا:

نبی اکرم ﷺ رمضان کی آمد کی تیاری بہت اہتمام سے فرماتے تھے اور اس مبارک مہینے کے استقبال کے لیے بہت اشتیاق اور تمنا کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ دعا فرماتے: ((اَللّٰهُمَّ هٰذَا شَعْبَانُ وَ بَلِّغْنَا اِلٰى رَمَضَانَ)) ”اے اللہ یہ شعبان ہے اور ہمیں رمضان تک پہنچا دے“ یعنی اے اللہ آپ نے ہمیں شعبان کا مہینہ نصیب فرما کر ہم پر احسان فرمایا اب آپ مزید فضل وکرم فرما کر ہماری زندگی میں اس قدر مہلت اور برکت عطا فرما دیں کہ ہمیں جیتے جی رمضان المبارک کا مہینہ دیکھنا نصیب ہو جائے اور اس مہینے کی روحانی بہاروں سے ہمیں لطف اندوز ہونے کی سعادت حاصل ہو جائے۔

دوسری جگہ فرمایا: ((شَعْبَانُ شَهْرِيْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ اللهِ)) ”شعبان میرا مہینہ اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔“ حضور ﷺ رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ بھی سال کے مختلف ایام میں نفلی روزے رکھا کرتے تھے مثلاً پیر اور جمعرات کا روزہ، شوال کے روزے، ذوالحجہ کے ابتدائی ایام کے روزے، محرم الحرام کے روزے، ہر ماہ ایامِ بیض کے روزے وغیرہ مگر شعبان کے مہینے میں نبی ﷺ جس کثرت اور اہتمام کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے، اس کی مثال کسی دوسرے مہینے میں نہیں ملتی۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: ”میں نے حضور ﷺ کو شعبان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں اتنی کثرت سے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔“ مولانا منظور احمد نعمانی ؒ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے اس لیے رکھا کرتے تھے کہ رمضان کا قرب اور اس کے خاص انوار و برکات سے مزید مناسبت پیدا کرنے کا شوق اور داعیہ پیدا ہو جائے اور شعبان کے روزوں کو رمضان کے روزوں سے وہی مناسبت ہے جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرضوں سے ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ رمضان کے فضائل و مناقب بیان فرما کر صحابہ کرام ؓ کی ذہن سازی فرماتے اور انہیں رمضان کے استقبال کے لیے تیار فرماتے۔ آپ ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انتہائی مؤثر اور جامع انداز میں رمضان المبارک کا تعارف کرایا اور اس مہینے میں اعمالِ خیر کی کثرت کرنے کی ترغیب دی۔

حضرت سلمان فارسی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تم پر ایک عظیم الشان اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے، اس مہینے میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام کو ثواب کی چیز بنا دیا ہے۔ اس مہینے میں نفلی عمل فرض کے برابر اور ایک فرض کی ادائیگی 70 فرضوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اس مہینے میں مومن کے رزق میں اضافہ کر دیا

جاتا ہے۔ اس مہینے میں اگر کوئی شخص کسی روزے دار کا روزہ افطار کرادے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا باعث بن جاتا ہے اور اس کی جہنم سے آزادی کا سبب ہوگا اور روزے دار کے برابر اسے ثواب بھی ملے گا اور اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص روزے دار کو افطار کرانے کی گنجائش نہیں رکھتا یعنی کیا غریب لوگ اس ثواب سے محروم رہیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ کھجور کے ایک دانے، دودھ کے ایک گھونٹ یا صرف پانی پلا کر روزہ افطار کرانے پر بھی عنایت فرما دیتے ہیں اور اگر کسی شخص نے روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ وہ اس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ اس مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اپنے خادم کی ذمہ داریوں میں نرمی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما کر اسے جہنم سے آزادی عطا فرمائیں گے۔“

محاسبہ کرنے کی ضرورت:

ہماری زندگی میں کتنے رمضان آئے اور گزر گئے، ہم اپنے گریبان میں جھانکیں کہ ہم نے ان کا پورا پورا حق ادا کیا یا وہی روایتی طریقے سے اپنی آخرت سنوارے بغیر اپنی بخشش کرائے بغیر ایسے بھی خالی گزار دیے۔ اگر ہم نے اپنے پچھلے رمضان غفلت میں گزار دیے تو ہمارے لیے بہت خسارے والی بات ہے۔ لہٰذا آنے والا رمضان ہمارے لیے ایک موقع غنیمت ہے کہ اس میں ہم اعمالِ خیر کا اہتمام کر کے اپنی غفلت میں گزاری ہوئی زندگی کی تلافی کر سکیں۔ اہل اللہ کا کہنا ہے کہ رمضان المبارک کے معمولات و مشاغل پورے سال کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں جو شخص رمضان میں سدھر گیا وہ ان شاء اللہ پورے سال سدھرا رہے گا اور جو شخص اس مہینے میں بھی معصیت سے باز نہ آیا اسے آئندہ بھی توفیق ملنے کا امکان نہیں رہتا۔ دراصل رمضان کا موسم کسی فرد یا قوم کی سعادت یا شقاوت کے لیے فیصلہ کن ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس سال کے ماہِ رمضان کو ہمارے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے خیر و سعادت کا موجب بنائیں۔ آمین یارب العالمین! ❁❁❁

پریس ریلیز یکم مارچ 2024ء

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

شجاع الدین شیخ

تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے سقوطِ خلافت کے 100 سال مکمل ہونے پر اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ 3 مارچ 1924ء کو تاریخ اسلامی کا وہ اندوہناک حادثہ پیش آیا جب خلافت عثمانیہ شکست و ریخت کا شکار ہوگئی۔ حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کی وہ اجتماعیت جو قریباً 1300 سال تک کسی نہ کسی شکل میں قائم رہی تھی اپنوں کی نادانی اور غیروں کی سازشوں کے باعث زمین بوس کر دی گئی۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں کی اجتماعیت قائم رہی، طاغوتی قوتوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا باقاعدہ جواب دیا جاتا رہا۔ جس دور میں خلافتِ عثمانیہ حالتِ نزع میں تھی تب بھی اتنی طاقت اور غیرت تھی کہ یہودی فلسطین کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ گویا اپنے آخری دور میں بھی خلافت عثمانیہ نے حرمتِ قرآن، ناموسِ رسالت ﷺ اور حرمتِ مسجد اقصیٰ پر چاق و چوبند رہ کر پہرہ دیا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی بنیاد اُس وقت پڑی جب خلافتِ عثمانیہ کو ختم کر دیا گیا۔ اُس کے بعد امتِ مسلمہ قومی ریاستوں میں بٹتی چلی گئی اور مسلمانوں کی ہوا اُکھڑ گئی۔ آج 57 مسلمان ممالک دنیا کے نقشہ پر موجود ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ فلسطین، کشمیر، برما اور دنیا کے دیگر کئی حصوں میں مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ رہی ہے لیکن اُمتِ مسلمہ کھل کر مذمت بھی نہیں کر پا رہی چہ جائیکہ باطل قوتوں کی بیخ کنی اور مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے کوئی عملی اقدامات کیے جائیں۔ اُنہوں نے کہا کہ آج دنیا پر بدترین استحصالی سرمایہ دارانہ نظام رائج ہے اور پسی ہوئی انسانیت کسی نجات دہندہ کے انتظار میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کو ظلم سے پاک کرنے اور عدلِ اجتماعی کا نظام قائم کرنے کی اصل ذمہ داری امتِ مسلمہ کے کندھوں پر ہے جسے انسانیت کی فلاح کی خاطر برپا کیا گیا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ممالک کے لیڈران اپنے تمام اختلافات کو پسِ پشت ڈالیں اور ایک امت کے طور پر متحد ہوں۔ رب کی دھرتی پر رب کا نظام قائم کیا جائے تاکہ مسلمان دنیا میں بھی عظمتِ رفتہ پا سکیں اور آخرت میں بھی کامیاب و کامران ہوں۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے واقفیت کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ

کے دو کتابچے ---- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

① **عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک**

قیمت: -/100 روپے

حدیث قدسی فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ کی روشنی میں

② **عظمتِ صوم**

قیمت: -/30 روپے

اگر خدانخواستہ سقوطِ غزہ کا سانحہ ہو گیا تو پھر اگلا نشانہ عرب ممالک ہوں گے: رضاء الحق

انسانیت غزہ میں دم توڑ رہی ہے اور انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش ہیں: عبدالوارث

کیا اسرائیل فلسطین کا خاتمہ چاہتا ہے؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: غزہ پر اسرائیلی جارحیت پانچویں ماہ میں داخل ہو چکی ہے۔ میڈیا پر بتائے گئے اعداد و شمار کے مطابق 30 ہزار سے زائد شہادتیں ہو چکی ہیں اور 90 ہزار سے زائد زخمی ہیں۔ اس جنگ کی موجودہ صورتحال کیا ہے اور یہ معاملات کس طرف جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں؟

رضاء الحق: 30 ہزار شہادتیں تو وہ ہیں جو میڈیا رپورٹ کر رہا ہے۔ حقیقت میں اس سے کہیں زیادہ شہادتیں ہوئی ہیں۔ اسی طرح وہاں پر جو ڈاکٹر موجود ہیں مختلف ذرائع سے ان کے بیان سامنے آتے ہیں، ان کے مطابق زخمیوں کی تعداد بھی 90 ہزار سے کہیں زیادہ ہے اور اتنے ہی لوگ ملبے تلے دبے ہوئے ہیں۔ 7 اکتوبر کے بعد سے اب تک 70 فیصد (ساڑھے تین لاکھ) گھر اسرائیل نے بمباری کر کے گرا دیے ہیں۔ غزہ میں 35 بڑے ہسپتال تھے جن میں سے صرف 8 ہسپتال بچے ہیں اور ان میں بھی سہولیات نہیں ہیں۔ 300 چرچ بھی اسرائیلی بمباری میں تباہ ہوئے ہیں۔ 13 لاکھ فلسطینی اس وقت رفح میں کھلی فضا میں زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں کیونکہ ان کے اوپر بھی اسرائیل بمباری کر رہا ہے۔ خود اسرائیلی میڈیا کے اعداد و شمار کے مطابق ہر گھنٹے میں 42 بم گرائے جا رہے ہیں جس کے نتیجے میں ایک گھنٹے میں 20 گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ 20 افراد شہید ہوتے ہیں جن میں سے 9 بچے ہوتے ہیں۔ غزہ کی آبادی کا 47 فیصد بچے ہیں۔ صحافیوں اور ڈاکٹرز کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے، اقوام متحدہ کے کارکن بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ یعنی آپ کہہ لیں کہ جنگ عظیم اول اور دوئم میں بھی اس قدر کم ایریا میں اتنی زیادہ اموات نہیں ہوئیں۔ اسرائیل کے اعلیٰ فوجی و سول عہدیدار، صہیونی آبادکار اور ربی سب ایک پیج پر ہیں کہ غزہ کو خالی کرنا ہے۔ یہ ان کے مذہبی مشن کا حصہ ہے۔ وہ مغربی کنارہ میں بھی مسلمانوں کو شہید کر رہے ہیں، ابھی تک وہاں 5 سو سے زائد شہید اور 6 ہزار کے قریب زخمی ہیں۔ یہ جنگ ایک تشویشناک صورتحال اختیار کر چکی ہے اور انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلم ممالک کا طرزِ عمل انتہائی شرمناک ہے۔ جیسے مرغی کے ڈربے میں سے ایک مرغی کو نکال کر ذبح کیا جاتا ہے تو باقی مرغیاں سمجھتی ہیں کہ یہ صرف اس کے ساتھ ہوا ہے جبکہ وہ محفوظ ہیں۔ حالانکہ وقت ان کا بھی قریب ہوتا ہے۔

سوال: وال اسٹریٹ جرنل میں ایک تازہ ترین رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے مطابق مصر میں 21 مربع کلومیٹر کا ایک ایسا کیمپ تیار کیا جا رہا ہے جہاں غزہ سے نکالے

مرتب: محمد رفیق چودھری

گئے فلسطینیوں کو ٹھہرایا جائے گا۔ کیا یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہے کہ کسی قوم کو اس کی سرزمین سے نکال دیا جائے؟

عبدالوارث: یہ منصوبہ اصل میں آج کا نہیں ہے بلکہ بہت پہلے سے وہ تیاری کر رہے تھے لیکن مصر نہیں مان رہا تھا۔ شاید مصری حکمرانوں کو خطرہ ہے کہ فلسطینی ان کی سرزمین پر آئیں گے تو ان کے لیے مسائل پیدا ہوں گے۔ اب حماس کے لوگوں نے مصر کو کہا ہے آپ عورتوں اور بچوں کو آنے دیں اس پر مصر نے آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہاں کیمپ لگیں گے تو وہاں بھی ان پر اسرائیلی جارحیت جاری رہے گی جیسے پہلے ان کو بے گھر کیا گیا، پھر رفح کی طرف دھکیلا گیا اور اب وہاں بھی بمباری کی جا رہی ہے۔ اسرائیل انسانی حقوق کی خلاف ورزی آج سے نہیں بلکہ اپنے قیام سے بھی پہلے سے کر رہا ہے۔ 1948ء کے بعد کون سا ایسا دن ہے جب فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ ظلم اور جبر نہیں کیا گیا۔ یہ سب کچھ اقوام متحدہ، انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس اور انسانی حقوق کی بات کرنے والی عالمی تنظیموں کے علم میں ہے لیکن آج تک اسرائیل کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ یونیسف جو بچوں کے حقوق کی بات کرتا ہے، آج کہاں ہے جب فلسطینی بچے لہو میں نہا رہے ہیں اور سردی میں کیچڑ میں سو رہے ہیں؟ انسانیت غزہ میں دم توڑ رہی ہے اور انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش ہیں۔ جو مظالم آج غزہ میں ہو رہے ہیں وہ پہلے کبھی کسی نے نہ دیکھے ہوں گے اور نہ سنے ہوں گے۔ سچی بات ہے کہ نام نہاد انسانی حقوق کے ادارے ادارے نہیں بلکہ یہ سرکس کے مراکز ہیں جو ہمیں بندر بنا کر دنیا کو تماشا دکھا رہے ہیں۔ کسی شاعر نے خوب کہا تھا کہ ؎

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

ہمیں ان سب اداروں سے کوئی شکایت نہیں ہے، ہمیں شکایت ہے 57 مسلم ممالک کے حکمرانوں سے اور ان کی افواج سے۔ ہمارے مسلمان بچوں، بہنوں، بیٹیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے اور ان سے جانوروں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے اور ہم زندہ لاشوں کی طرح یہ سارا منظر دیکھ رہے ہیں۔ حشر والے دن اگر ایک بچے نے بھی مقدمہ دائر کر دیا کہ دنیا کا ایک تہائی تیل مسلم ممالک کے پاس تھا اور میں ایمبولینس میں صرف اس لیے شہید ہو گیا کہ اس میں ڈالنے کے لیے تیل نہیں تھا۔ مسلم ممالک کی افواج اقوام متحدہ کے مشن کے تحت دنیا کے ہر کونے میں جا کر لڑتی رہیں لیکن فلسطین میں مسلم بیٹیوں کی عزت بچانے کے لیے کچھ نہ کیا۔ آپ تصور کیجیے جب مسلم حکمرانوں کے ہاتھ حوضِ کوثر کی جانب بڑھیں گے اور اگر فلسطینی بچے نے کہہ دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان ہاتھوں پر ہمارے خون کے دھبے ہیں تو کیا ہو گا۔

سوال: UNO فلسطینیوں کو مشورہ دے رہا ہے کہ یہاں آپ کی زندگیاں خطرے میں ہیں لہٰذا آپ غزہ کی پٹی چھوڑ دیں اور مصر کے پناہ گزین کیمپ میں جائیں۔ کیا UNO مسلمانوں کو اس طرح کا مشورہ دے سکتا ہے اور کیا فلسطینی مسلمانوں کو یو این او کا یہ مشورہ ماننا بھی چاہیے؟

رضاء الحق: 2015ء میں روہنگیا مسلمانوں کی اسی طرح میانمار میں نسل کشی کی گئی تھی۔ اس میں وہاں کی فوج اور سول انتظامیہ دونوں ملوث تھے۔ اس وقت بھی UNO نے یہی کہا تھا کہ آپ یہ علاقہ چھوڑ دیں۔ آج بھی بنگلہ دیش میں ساڑھے نو لاکھ روہنگیا مسلمان پناہ گزین کیمپوں میں بدترین زندگی گزار رہے ہیں۔ لاہور میں فی مربع کلومیٹر تقریباً 7300 افراد رہتے ہیں جبکہ روہنگیا مسلمانوں کے لیے جو کیمپ بنایا گیا ہے اس میں فی مربع کلومیٹر 73000 افراد رہتے ہیں۔ یہ عالمی ادارے واقعی ایک سرکس کا تماشا ہیں۔ اصل کام تو 57 مسلم ممالک کا تھا کہ وہ اس پر آواز اٹھائیں یا کوئی اقدام کریں۔ بجائے اس کے سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کے انٹرویو آن ریکارڈ ہیں کہ اسرائیل کے ساتھ ہمارے تعلقات تیزی سے بڑھتے جا رہے ہیں، اگر 7 اکتوبر کا واقعہ نہ ہوتا تو ان کی دوستیاں مزید بڑھ رہی تھیں۔ UAE تو اب بھی یہی کہہ رہا ہے کہ ہمارے اسرائیل کے ساتھ strategic تعلقات ہیں، ان کا کہنا ہے کہ غزہ میں جو کچھ بھی اسرائیل کر رہا ہے یہ دہشت گردوں کے خلاف کارروائی ہے۔ ہم تو اپنے اسٹریٹجک تعلقات کو دیکھیں گے کہ مستقبل میں کیسے ان کو آگے لے کر چلنا ہے۔ ایران اور ترکی کی طرف سے بھی صرف بیانات ہی آئے ہیں عملی کام ان کی طرف سے بھی کوئی نہیں ہوا۔ مصر میں جس کیمپ کے متعلق وال اسٹریٹ جرنل نے سٹوری دی ہے اس کے مطابق وہ چاروں طرف سے باڑ سے گھرا ہوا کیمپ ہوگا اور باڑھ میں بجلی چھوڑی جائے گی اور گیٹوں پر مسلح فوجی پہرے دیں گے کہ یہاں سے کوئی باہر نہ نکلنے پائے۔ جس طرح فلموں میں دکھایا جاتا ہے کہ ایلینز نے حملہ کر دیا اور انسانوں کو پکڑ کر قید کر لیا، جو نکلنے کی کوشش کریں ان کو مار رہے ہیں، قتل کر رہے ہیں، بیگار لے رہے ہیں، غلام بنا رہے ہیں۔ اسی طرح کی صورتحال کا وہاں بھی سامنا ہو سکتا ہے۔ وہ قوم جو خود کہتی ہے کہ فرعونوں نے ہمیں غلام بنائے رکھا اور کبھی کہتی ہے کہ جرمنوں نے ہماری نسل کشی کی وہ آج خود وہی کام کر رہی ہے۔ غزہ کے لوگ وہاں سے نکل کر اگر مصر کے کیمپوں میں بھی جاتے ہیں تو وہاں بھی ان کے خلاف اسرائیلی جارحیت جاری رہے گی کیونکہ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ وہ آگے بڑھا رہے ہیں اس میں نیل کے ساحل سے لے کر فرات تک کے علاقے کو شامل کرتے ہیں۔ آج وہاں جائیں گے تو وہاں دوبارہ ان کا قتل عام کیا جائے گا۔ غزہ میں وہ کم از کم مزاحمت تو کر رہے ہیں، ان کا یہ دینی حق بھی ہے اور عالمی قوانین بھی انہیں اپنے دفاع کی اجازت دیتے ہیں۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جو قوم مزاحمت ترک کر دیتی ہے تو اس کا صفایا کر دیا جاتا ہے۔ جو شہادتیں ہو رہی ہیں ان پر دل تو دکھتا ہے بہرحال وہ پوری امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ سقوط غزہ ہو جاتا ہے تو پھر اگلا نشانہ عرب ممالک ہوں گے۔ اس کے بعد مدینہ اور مکہ کے متعلق بھی یہود کا ناپاک پلان ہے اور انہوں نے اپنے پلان کی جانب بڑھنا ہے۔

عبدالوارث: سچی بات یہ ہے کہ اسرائیل کا مقصد صرف غزہ کو حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ وہ گریٹر اسرائیل کی جانب بڑھ رہا ہے۔ اس کے لیے جو مین کوریڈور ہے وہ بحیرہ احمر ہے۔ جب تک وہ غزہ کو مکمل طور پر خالی نہیں

> روزِ قیامت فلسطینیوں کی نسل کشی میں اگر میرا ایک روپیہ بھی شامل ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا، ہمارے حکمران کیا جواب دیں گے جو اس قتل عام پر خاموش ہیں۔

کریں گے وہ بحیرہ احمر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ بحیرہ احمر کے ذریعے ہی وہ مدینہ اور مکہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ آپ یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ یواین او مسلمانوں کا خیرخواہ ہے اس لیے وہ غزہ سے نکل کر مصری کیمپ میں جانے کا مشورہ دے رہا ہے۔ اصل میں یہ اسرائیل کو مین کوریڈور تک پہنچنے کا راستہ دیا جا رہا ہے۔ یورپ کا جو دعویٰ تھا کہ ان کے ہاں بڑا انصاف ہے تو ان کا اصل چہرہ غزہ نے بے نقاب کر دیا ہے۔

سوال: عالمی عدالت انصاف میں جنوبی افریقہ نے اسرائیل کے خلاف فلسطینیوں کی نسل کشی پر جو کیس دائر کیا تھا، اس کی سماعت ہوئی اور عدالت نے اسرائیل کو نسل کشی کا مرتکب تو قرار دیا لیکن جنگ بندی کا کوئی حکم نہیں دیا۔ کیا اس طرح عالمی عدالت انصاف نے بھی اسرائیل کو license to kill نہیں دے دیا؟

عبدالوارث: بالکل عالمی عدالت انصاف نے اسرائیل کے جنگی جرائم کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن کہیں پر یہ نہیں کہا کہ جنگ بندی کی جائے بلکہ اسرائیل کو کہا گیا ہے کہ آپ پچیس دنوں میں جواب جمع کرائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل کو کھلی چھوٹ دی گئی ہے کہ وہ ان پچیس دنوں میں فلسطینیوں کا قتل عام کرے، ان کی آبادیوں کو مسمار کرے۔ فیصلے میں کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ سیز فائر ہو یا کم از کم ہسپتالوں پر بمباری مت کرو۔ کہیں نہیں کہا گیا کہ عبادت گاہوں کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔ دوسری طرف عالم اسلام کے منہ پر تھپڑ یہ پڑا ہے کہ غیر مسلموں نے اسرائیلی مظالم کے خلاف احتجاج کیا اور اس احتجاج میں ایک بینر پر انہوں نے لکھ رکھا تھا کہ مسلمان آرام کر رہے ہیں اور مسیحی احتجاج کر رہے ہیں۔ پاکستان میں ہم اس وقت پی ایس ایل دیکھ رہے ہیں اور یورپ میں غیر مسلم احتجاج کر رہے ہیں کہ فلسطینیوں کا قتل عام بند کیا جائے۔ جنوبی افریقہ ایک غیر مسلم ملک ہے وہ فلسطینی مسلمانوں کا کیس لڑ رہا ہے حالانکہ یہ کام 57 مسلم ممالک کا تھا۔ 25 دسمبر 1969ء کو مسجد اقصیٰ پر حملہ کے بعد مراکش میں مسلم ممالک کے سربراہوں کے اجلاس میں او آئی سی وجود میں آئی تھی اور اس کا بنیادی ایجنڈا تھا کہ ہم بیت المقدس کی حفاظت کریں گے، فلسطینیوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کو یقینی بنائیں گے۔ ان کا ہیڈ آفس یروشلم قرار پایا۔ 1960ء میں یہودی بھاگ کر امریکی صدر نکسن کے پاس گئے کہ مسلمانوں نے تو او آئی سی بنالی ہے اور وہ متحد ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج اس کی بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔ وہ اپنے اوپر او آئی سی کا ٹیگ لگا کر آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ اسرائیل کے خلاف ایک چھوٹا سا ملک جنوبی افریقہ کیس لڑ رہا ہے۔ فلسطینی تو مسجد اقصیٰ کی خاطر شہادتیں پیش کر رہے ہیں اور جنتوں کی طرف جا رہے ہیں لیکن جاتے جاتے انہوں نے امت مسلمہ کے چہرے کو بے نقاب کر دیا ہے۔ آج بھی جب اسرائیلی جہاز غزہ پر بمباری کرتے ہیں تو ان میں تیل ترکی اور عرب ممالک کا ہی ڈلتا ہے۔ دوبئی نے سات جہاز اسرائیل کے لیے بھیجے ہیں۔ حدیث رسول ﷺ میں جس وہن کی بیماری کا ذکر آیا ہے، غزہ کی اس جنگ نے بتادیا کہ یہ ہیں وہ لوگ جو وہن کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

سوال: سات اکتوبر سے لے کر آج تک امریکی انتظامیہ اسرائیل کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور امریکی وزیر خارجہ اس دوران اسرائیل کے پانچ دورے کر چکے ہیں۔ ابھی بھی رپورٹس یہ ہیں کہ امریکی انتظامیہ اسرائیل کی مدد کے لیے ایک بڑا پیکج تیار کر رہی ہے۔ آپ بتائیے کہ جب یہ نیا پیکج آئے گا تو اس کے بعد کیا صورتحال develop ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے؟

رضاء الحق: یہ نیا پیکج 95 ارب ڈالرز پر مشتمل ہے جو امریکی سینٹ نے تقریباً ایک ہفتہ قبل اسرائیل اور یوکرین

کے لیے پاس کیا ہے۔ اس سے قبل 163 بحری جہاز امریکہ اور یورپ سے مدد لے کر اسرائیل جا چکے ہیں۔ ان جہازوں میں اسلحہ بھی تھا اور برطانوی وزیراعظم خود ایک جنگی جہاز میں بیٹھ کے اسرائیل گیا تھا۔ اسی طرح 7 اکتوبر کے بعد جب امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ انتھونی بلینکن اسرائیل کے دورے پر گیا تھا تو وہاں اس نے کہا تھا کہ میں یہاں ایک یہودی کی حیثیت سے آیا ہوں امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ کی حیثیت سے نہیں آیا۔ اسی طرح امریکی صدر کھلے عام کہہ چکا ہے کہ میں ایک صیہونی ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔ ظاہر ہے انہوں نے تو اسرائیل کو سپورٹ کرنا ہی ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ مسلمان ممالک کیا کر رہے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ایک گیارہ روزہ مہم دسمبر کے دوران حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری کے عنوان سے چلائی گئی جس کے تحت پورے پاکستان میں مظاہروں کا اہتمام بھی کیا گیا اور اس میں امیر تنظیم اسلامی نے 14 نکات پر مشتمل ایک لائحہ عمل پیش کیا کہ اس صورتحال میں کیا کرنا چاہیے۔ سب سے پہلے انفرادی سطح پر نوافل، دعاؤں اور قنوت نازلہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کو خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں۔ قرآن میں بنی اسرائیل کے متعلق جو کہا گیا ہے اس کو عام کریں۔ مسجد اقصیٰ اور یروشلم کی اہمیت کو اجاگر کریں۔ جہاں تک ممکن ہے فلسطینیوں کی مالی مدد کریں۔ جو کمپنیاں براہ راست اسرائیل کو سپورٹ کر رہی ہیں ان کا بائیکاٹ کریں۔ اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالیں کہ وہ فلسطین کے لیے آواز اٹھائیں اور ہم خود بھی فلسطین کے لیے پُرامن احتجاج کا سلسلہ جاری رکھیں، اس مسئلہ کو سرد نہ ہونے دیں۔ اپنی طرف سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہیں۔ پھر مسلمان حکمرانوں اور افواج کے کرنے کے کام ہیں۔ دسمبر 2022ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی گئی تھی کہ اسرائیل نے 75 سال سے جو فلسطین پر قبضہ کیا ہوا ہے اس پر لیگل opinion دیا جائے۔ اس قرارداد کے حق میں 87 ممالک نے ووٹ دیا تھا جبکہ مخالفت میں 26 ممالک نے ووٹ دیا تھا، 53 نے abstain کیا۔ وہ کیس بھی 19 فروری سے دوبارہ شروع ہو چکا ہے۔ 23 فروری کو پاکستان نے بھی اپنا موقف پیش کیا۔ ہماری پالیسی تو پہلے دن سے طے ہے۔ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔ ہماری طرف سے پاکستان کی حکومت کے لیے یہی پیغام ہے کہ وہ اس پالیسی کے تحت ہی اسرائیل کے خلاف سٹینڈ لے۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان نے امت مسلمہ کو لیڈ کرنا ہے تو اسلحہ کے ساتھ ساتھ اپنی اخلاقی پوزیشن کو بھی بحال کرنا ہوگا۔ اخلاقی پوزیشن انہی کی بنتی ہے جو ہر قسم کے حالات میں حق کے لیے ڈٹے رہیں۔ جیسے بھٹو نے کہا تھا کہ چاہے ہمیں

> **PSL میں KFC کی سپانسر شپ نہایت تکلیف دہ ہے۔ ہمیں ان کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ کوئی بات نہیں اگر KFC سے ہمارے تعلقات خراب ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں کم از کم روز قیامت ہم رسول اللہ ﷺ کو منہ دکھانے کے قابل تو ہوں۔**

گھاس کھانی پڑے لیکن ہم ایٹم بم بنائیں گے۔ شاید اب گھاس کھانے کی نوبت آئے کیونکہ دجال کے فتنے کے متعلق احادیث موجود ہیں کہ اس کے ایک ہاتھ میں آگ ہوگی اور دوسرے ہاتھ میں پانی ہوگا۔ جو اس کے پانی میں داخل ہوگا یعنی اس سے مراعات لے گا، آئی ایم ایف کے پیچھے لگے گا وہ اصل میں خسارے کا سودا کرے گا۔

عبدالوارث: ہماری ملاقات چند ہفتے قبل وزیراعظم پاکستان انوارالحق کاکڑ سے ہوئی تو ہم نے پوچھا کہ فلسطین کے حوالے سے پاکستان کا کوئی جاندار موقف نہیں آیا۔ ہم نے گزارش کی کہ کم سے کم پاکستان میں جو فلسطینی اساتذہ کرام یا طلبہ ہیں اُن کو بلا کر اُن کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی کر دیں۔ وہ جس پروگرام میں بھی جاتے ہیں تو وہاں فون آنا شروع ہو جاتے ہیں کہ یہ کیوں آئے تھے۔ آپ کم سے کم ان کے ساتھ ذرا ہمدردی کا ہی اظہار کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ ان شاءاللہ ہم ضرور اس پر کام کریں گے۔ اس کے بعد گورنر پنجاب سے ہماری ملاقات ہوئی اور ان سے بھی ہم نے یہی گزارش کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ دس منٹ لے کر مجھ سے بات کرنے آئے تھے اب میں دس منٹ آپ سے مانگتا ہوں اور آپ سے مجھے بات کرنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے فلسطین کے حوالے سے دو ریاستی حل کی بات کی تھی تو اس پر پوری قوم نے مجھے بُرا بھلا کہا حالانکہ حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ کے میرے پاس میسج ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم دو ریاستی فارمولا پر سٹینڈ لینے کے لیے تیار ہیں، مصر کہہ رہا ہے، ترکی کہہ رہا ہے، سعودیہ، بحرین، دوبئی سب کہہ رہے ہیں، میں نے کہہ دیا تو کونسی غلطی کی۔ میں نے کہا جناب جب وہ کہتے تو اور بات تھی لیکن آپ نے پہل کر کے غلطی کی۔ پاکستان کی پالیسی تو قائداعظم کے وقت سے واضح ہے، کہنے لگے قائداعظم کی بات قرآن وحدیث تو نہیں ہے۔ میں نے کہا قرآن وحدیث نہیں ہے لیکن ہمارے بڑوں کا جو موقف ہے اس کو تو آپ کھلم کھلا چیلنج نہ کریں۔

رضاء الحق: مسئلہ فلسطین کا ایک پہلو تو وہ ہے جو انٹرنیشنل لاء کے مطابق واضح ہے کہ فلسطینیوں کی سرزمین پر زبردستی قبضہ کیا گیا ہے۔ دوسرا ایک دینی پہلو ہے جس کے تحت یہ صرف فلسطینیوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسجد اقصیٰ کی حرمت کا معاملہ ہے، مسلمانوں کی شناخت کا معاملہ ہے۔ مسجد اقصیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بغیر کسی جنگ کے عیسائیوں نے خود مسلمانوں کے حوالے کر دی تھی۔ اس وقت سے یہ وقف اسلامی ہے۔ جس طرح مکہ یا مدینہ کے کسی حصہ کو (خدانخواستہ) کفار کے حوالے نہیں کیا جا سکتا ہے اسی طرح مسجد اقصیٰ کا کفار کے حوالے کیا جانا بھی قطعاً ناقابل قبول ہے چاہے یہ کام کوئی مسلمان ہی کیوں نہ کرے۔ اس پر مفتیان کرام کے فتاویٰ بھی موجود ہیں۔

سوال: اسرائیل اور اس کے حامی ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ ہم کر سکتے ہیں لیکن پاکستان میں پی ایس ایل کا season شروع ہو چکا ہے۔ اس کے official sponsors میں KFC بھی شامل ہے اور ہماری حکومت اور ساری انتظامیہ نے پی ایس ایل کی طرف قوم کو لگا دیا ہے۔ آپ اس حوالے سے کیا کہیں گے؟

عبدالوارث: یقیناً انتہائی شرم کا مقام ہے کہ PSL شروع کر دیا گیا جس کے سپانسرز میں KFC بھی شامل ہے۔ حالانکہ KFC اور اس طرح کی دوسری اسرائیلی کمپنیوں کی پروڈکٹس میں مجھے اپنے بچوں کا خون نظر آتا ہے۔ حالانکہ ہم اتنی غیرت کا مظاہرہ تو کر سکتے ہیں کہ KFC کی بجائے کسی اور کمپنی کی سپانسر شپ قبول کر لیں۔ ریاست کی سطح پر سٹینڈ بالکل نہیں لیا جا رہا ہے۔ اس وقت ہماری یونیورسٹیوں سے اسلامک سٹڈی کے پروفیسرز کو نکالا جا رہا ہے۔ پہلے سکولوں میں گورنمنٹ ناظرہ قرآن کا اہتمام کرتی تھے اب وہ بھی نہیں کر رہی۔ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ دیگر کاموں کے لیے فنڈز ہیں لیکن اسلام کے لیے نہیں ہیں۔ 13 ارب ڈالر اس وقت ہمارے پاس ریزرو ہیں 24 ارب ڈالر کی قسط ہم نے اس ماہ دینی ہے۔ انتخابات کے حالات دیکھئے۔ کم از کم اتنا تو ہم کر سکتے تھے کہ PSL میں KFC کی صورت میں زخموں پر نمک نہ چھڑکیں۔ بحیثیت قوم بھی

ہماری بڑی عجیب کیفیت ہے، جہاں جائیں پیپسی ہے، کوک ہے، دیگر مشروبات ہیں۔ کم سے کم ہم ان کا تو بائیکاٹ کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بائیکاٹ سے کیا ہوگا۔ ابوجہم حق گو انسان تھے حق کہنے کی وجہ سے پابند سلاسل ہوگئے۔ جب جمعہ کی اذان کی آواز سنتے تو غسل کر کے کپڑے پہنتے اور جیل کے دربان سے کہتے بھائی اللہ نے آواز دی ہے، بلایا ہے مجھے مسجد جانا ہے۔ دربان کہتا جانتے تو آپ بھی ہیں کہ میں جانے نہیں دوں گا لیکن اس کے باوجود آپ ہر جمعہ کو یہی عمل دہراتے ہیں۔ وہ آسمان کی طرف دیکھتے اور کہتے اے اللہ! میں تو آنا چاہتا ہوں لیکن یہ مجھے جانے نہیں دیتا، حشر والے دن مجھ سے اس کا محاسبہ نہ کیجیے گا۔ اسی طرح بے شک ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے لیکن کم ازکم یہودی مصنوعات کا بائیکاٹ تو کر سکتے ہیں۔ اپنے گھروں، عزیزوں، رشتہ داروں کو تو اس بات پر قائل کر سکتے ہیں کہ روز قیامت ہم کیا جواب دیں گے۔ میں نے کچھ عرصہ پہلے اسلام قبول کیا اور میرے نزدیک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کم ازکم اس اخوت کا مظاہرہ تو کریں۔ ہماری بہنوں، بیٹیوں، بچوں اور بچیوں کو فلسطین میں گاجر مولی کی طرح کاٹا جارہا ہے، ان کے گھروں کو مسمار کیا جارہا ہے اور اس کے لیے جو اسلحہ بارود خریدا جارہا ہے وہ اسی پیسے سے خریدا جارہا ہے جو ہم یہودی کمپنیوں کی مصنوعات خرید کرانہیں دے رہے۔ روز قیامت فلسطینیوں کی نسل کشی میں اگر میرا ایک روپیہ بھی شامل ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا جواب دوں گا، ہمارے حکمران کیا جواب دیں گے جو اس قتل عام پر خاموش ہیں۔ ریاست ماں کی طرح ہوتی ہے۔ اگر ہماری ماں ہمارے ساتھ یہ کرے گی تو اولاد کیا کرے گی۔ میں آپ کے توسط سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ اقدام نہایت تکلیف دہ ہے کہ PSL کی سپانسرشپ KFC جیسی یہودی کمپنیاں کر رہی ہیں۔ ہمیں ان کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ کوئی بات نہیں اگر KFC سے ہمارے تعلقات خراب ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں کم ازکم روز قیامت ہم رسول اللہ ﷺ کو منہ دکھانے کے قابل تو ہوں۔ فلسطینیوں کے لیے ہم اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم ازکم اُن کے خون کے دھبے تو ہمارے ہاتھوں پر نہ ہوں۔

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

ربا کا شرعی حکم

☆ قرآن مجید میں جو وعید سودی لین دین پر کی گئی ہے وہ کسی دوسرے گناہ پر نہیں کی گئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سود بہت بڑا ظلم ہے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد پر ڈاکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قائم کردہ اسلامی ریاست میں ہر قسم کے سودی لین دین کی ممانعت فرما دی تھی اور اسے خلاف قانون قرار دے دیا تھا' حتیٰ کہ غیر مسلموں سے جو معاہدے ہوئے ان میں انہیں اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ اپنے علاقوں میں سودی کاروبار نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی تو معاہدہ منسوخ ہوجائے گا اور مسلمان ان کے خلاف ہتھیار اٹھالیں گے۔ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ اسی طرح کا معاہدہ ہوا۔ عرب کے قبیلہ بنومغیرہ سود پر قرض کی رقمیں دینے میں مشہور تھے۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کا پورا سود منسوخ کر دیا اور مکہ میں اپنے عامل سے کہا کہ اگر یہ لوگ سودی لین دین جاری رکھیں تو ان کے خلاف جنگ کرکے انہیں اس کام سے روکیں۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ دورِ جاہلیت کے بڑے کاروباری تھے اور سود کا لین دین کرتے تھے' لوگوں کو قرضے دے کر ان پر سود لیتے تھے۔ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر صاف اعلان فرما دیا: ''دورِ جاہلیت کا پورا سود کالعدم ہوگیا اور سب سے پہلے میں اس سود کو منسوخ کرتا ہوں جو میرے چچا عباس بن عبدالمطلب کا لوگوں کی طرف رہتا ہے۔''

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 678 دن گزر چکے!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر مرد، عمر 50 سال، (Divorced) ذاتی کاروبار، ذاتی گھر، 4 بچے، کے لیے دینی مزاج کی حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0302-4221149

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم B.S اکنامکس کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0308-4227604

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ بہاول نگر، چشتیاں کے مقامی امیر محمد امین نوشاہی کے سمدھی وملتزم رفیق محمد حسین وفات پاگئے۔

☆ حلقہ سکھر کے مبتدی رفیق محترم محمد ولید کے والد محترم وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-7174811

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، گل گشت ملتان کے مبتدی رفیق محمد کاشف کی بیٹی وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0305-2359932

☆ مقامی تنظیم گوجرانوالہ کے رفیق محمد افضل کی اہلیہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0304-6131618

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے جناب محمد بلال کا چھ سالہ بیٹا وفات پاگیا۔

برائے تعزیت: 0317-0050333

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

غم کا عارضی منظر

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اہلِ غزہ پر سلگتے ضمیر نے دنیا بھر میں تمام 'زندہ'، حساس انسانوں کو تڑپایا۔ بے قرار ہوکر آواز اٹھانے کو طرح طرح کے طریقے آزمائے گئے۔ مقصد ایک ہی تھا کہ گونگی بہری اندھی عفریت اسرائیل اور اسے جنم دے کر غزہ میں قتلِ عام کی پشت پناہی کرنے والے امریکا کو متوجہ کیا جاسکے۔ اس پر دباؤ ڈالا جاسکے تاکہ معصوم عورتوں، بچوں اور بے گناہ انسانوں کے لیے امن اور تحفظ ممکن بنایا جائے۔ پانچ ماہ، ہر حربہ آزمایا گیا۔ اب تازہ ترین ردعمل امریکی ایئرفورس کے حاضر سروس افسر 25 سالہ ایرون بشنیل کا ہے۔ واشنگٹن ڈی سی میں اسرائیلی سفارتخانے کے سامنے سوشل میڈیا پر براہِ راست بات کرتے ہوئے ایرون نے غزہ پر اسرائیل کی طرف سے تباہ کن جنگ مسلط کرنے پر شدید دکھ کا اظہار کیا۔ اس نے کہا کہ میں اس جنگ میں ہونے والے قتلِ عام کا حصہ نہیں بنوں گا۔ جو میں کرنے چلا ہوں وہ احتجاج میں انتہاپسندی سمجھی جائے گی۔ مگر فلسطینی جو کچھ برداشت کر رہے ہیں یہ اس کا عشرِعشیر بھی نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے خود پر آتش گیر مادہ چھڑکا اور اسے آگ لگادی۔ اونچے شعلوں میں گھرا 'فلسطین کو آزاد کرو' Free Free Palestine کا عالمی نعرہ لگاتے لگاتے گر گیا۔ فوری ہسپتال پہنچایا گیا مگر انتقال کر گیا۔ وہ یونیفارم میں تھا۔ غلط پالیسی پر احتجاج میں امریکی وردی بھی جلاڈالی!

دوست احباب اس کے بااصول، نرم خو ہونے اور اعلیٰ اوصاف پر رطب اللسان ہیں۔ امریکی میڈیا دم سادھے رہا مگر سوشل میڈیا اسے بھرپور خراجِ تحسین پیش کرتا رہا! جوانی، ایئرفورس کا شاندار کیریئر، امنگیں، آرزوئیں ایک اجنبی مظلوم قوم کی خاطر اپنی جان تک داؤ پر لگا دینا پوری امت کی سردمہری، بے حسی کے خلاف بھاری گواہی، اور دلیل ہے۔ اگرچہ امریکی حکومت یا اسرائیل کے کان پر جوں تک نہ رینگے گی۔ نہ ہی مسلم دنیا کے بے حس حکمران کوئی اثر قبول کریں گے مگر یہ تاریخ میں ثبت رہے گا۔ مظلوم ترین اور پاکیزہ ترین خون اہلِ غزہ کا بہتا رہا جس نے پوری دنیا کو ایمان، اسلام سے آشنا کیا۔ اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو۔ یہ نوجوان فلسطینی جھنڈا اٹھائے واشنگٹن ڈی سی میں اہلِ غزہ کی محبت میں جان پر کھیل گیا۔ کون دلاں دیاں جانے ہو! فیصلہ قادرِ مطلق کا ہے! اسود راعی کی غزوۂ خیبر میں شہادت (اور ایمان پر جان دینا) صرف نبی ﷺ کے علم میں تھا، صحابہؓ لاعلم تھے۔ اللہ ایسے ہر باضمیر انسان کو ایمان کی دولت سے نوازے۔ (آمین) اللہ الشکور (قدردانی میں اعلیٰ واکمل اقدر) ہے۔ اسی دوران نیویارک کی خون جما دینے والی سردی میں ہزاروں مظاہرین، اسرائیل نواز، (امریکن اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی) وکالتی گروپ کے خلاف نعرے لگاتے اس کے مقامی دفتر کے باہر احتجاج کرتے رہے۔ علاقہ آزاد فلسطین، غزہ کو جینے دو اور فوری جنگ بندی کے نعروں سے گونجتا رہا۔ ایک شخص اسرائیلی جھنڈا جوتوں تلے روندرہا ہے، یہودیوں کی بڑی آبادی کے اس شہر میں!

سوچنے کی بات ہے کہ سارے عالمی دباؤ، اسرائیل پر بے پناہ لعن طعن، امریکا پر قہر وغضب کی بوچھاڑ کے باوجود نیتن یاہو یا بائیڈن ٹس سے مس کیوں نہیں ہو رہے؟ یہ 4 دسمبر 2023ء کی ایک رپورٹ ہے۔ 1984ء میں ایک بہت بڑے یہودی پیشوا (مناہم مینڈل) نے پیشین گوئی کی تھی جب نیتن یاہو بطور اسرائیلی سفیر یواین (نیویارک) میں تعینات ہوا کہ وہ اسرائیلی وزیراعظم بنے گا۔ وہ اسرائیل کا آخری لیڈر ہوگا۔ نیتن یاہو سے عصائے سلطانی (یا شیطانی) مسیح (الدجال) کو ملے گا۔ یہ یہودی پیشوا 40 سال تک یہودی تحریک 'خباد' کا سربراہ رہا جو ہر امریکی ریاست اور دنیا بھر میں 100 ممالک میں موجود ہے۔ اس کے متبعین لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ بے پناہ اثر ورسوخ کا حامل تھا۔ اسی بنا پر امریکی صدور خراجِ عقیدت پیش کرنے اس کے پاس جاتے رہے۔ (یہودی پیسہ اور ووٹ بھی ان کی ہمیشہ مجبوری رہی۔) جب نیتن یاہو پارلیمنٹ میں داخل ہوا تو سب سے پہلے نیویارک، اسی کے در پر حاضری دی۔ اس نے شاباش دی۔ یقین دہانی کروائی کہ 'خدا' تمہارے ساتھ ہے۔ 'مسیحا' ابھی تک نہیں آیا۔ کچھ کرو تاکہ وہ جلد آئے! (اب کر رہا ہے!)

1996ء میں نیتن یاہو وزیراعظم بنا مگر 1999ء میں یہ حکومت ختم ہوگئی۔ 2009ء میں دوبارہ وزیراعظم بنا مگر 'مسیحا' کے آنے سے پہلے ہی 2021ء میں پھر کرسی چھن گئی۔ 2022ء میں کٹر صیہونی پارٹی کے ساتھ اتحاد کر کے حکومت میں آگیا۔ (پیشوا تو 1994ء میں مرگیا۔) اب کچھ کر دکھانے کو بین الاقوامی قوانین توڑتے ہوئے مغربی کنارے پر فلسطینیوں سے گھر، زمینیں چھین کر یہودی نوآبادکاری تیزی سے شروع کی۔ یہاں تک کہ حماس حملے نے ہلا مارا۔ (اکتوبر 2023ء) نیتن یاہو کو سیکورٹی کی کمزوری کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ اسرائیل میں اس کے خلاف شدید مخالفت پائی جاتی ہے۔ پہلے بھی پرائم منسٹر کی جگہ اس کے لیے مظاہروں میں 'کرائم (جرائم) منسٹر' کے بینر لہرائے جاتے رہے۔ کرپشن کے الزامات کا سامنا رہا۔ اب بھی اسرائیل میں یرغمالیوں کی واپسی اور جنگ بندی کے مطالبے مظاہرے شدت پکڑتے جا رہے ہیں۔ اگرچہ وہ سیکولر ہے مگر کٹر صیہونی۔ لہٰذا غزہ پر حملے کے لیے مذہبیت کا سہارا لیا اور کہا: 'بائبل کہتی ہے کہ ایک وقت جنگ کا ہوتا ہے اور ایک امن کا۔ اب یہ جنگ کا وقت ہے۔ ہم اپنے دشمن پر بے مثل قوت کے ساتھ حملہ آور ہیں۔ میں تاکیداً کہتا ہوں کہ یہ صرف ابتدا ہے۔ جو سزا ہم دیں گے وہ تادیر یاد رکھی جائے گی۔' اسے امریکا کی مضبوط پشت پناہی اور اثر ورسوخ کا یقین تھا۔ بلنکن (امریکی یہودی وزیر خارجہ) نے فوراً پہنچ کر، لامتناہی اسلحہ ہتھیاروں، فوج اور بحری، ہوائی جہازوں سے مدد بہم پہنچا کر 'پیشوا' کی پیشین گوئیوں میں رنگ بھرنے کا اہتمام کردیا۔ سیاسی سطح پر اقوامِ عالم کے سامنے پوری ڈھٹائی سے ویٹو کرتا، قتلِ عام کا اصل ذمہ دار امریکا ہی ہے۔ سیکولر نیتن یاہو 'مسیحا' کے انتظار میں انہی مغربی حکمرانوں کے ہمراہ تباہی اور قتل تیز ترین رفتار پر کیے چلا جارہا ہے۔ عقیدہ یہی ہے (شیطانی) کہ جتنا خون بہے گا، بربادی ہوگی اتنی جلد مراد برآئے گی۔ یاد رہے کہ شیاطین مناصب اور مرادوں کے وعدے پورا ہونے کے لیے انسانوں کو بھاری گناہوں پر آمادہ کرتے ہیں۔

کالے جادو (کبالہ) میں یہودی مہارت تامہ کے

حامل ہیں۔ یہ شیطانی جنگ دجالی انتہاؤں پر معصوم بچوں، کمزور عورتوں کو خصوصی نشانہ بنائے ہوئے ہے۔ لاشوں کی خوفناک بے حرمتی۔ اعضا کا عالمی کاروبار، چوریاں ڈاکے، قیدیوں پر بہیمانہ مظالم، خواتین قیدیوں کی بے حرمتی کے واقعات کا تسلسل۔ یہ سب شیطانیت بلاسبب نہیں۔ امریکا اس فسادِ عظیم کا شراکت کار، سہولت کار بلکہ اصل ذمہ دار ہے۔ بظاہر سیکولر دکھائی دینے والا (پوری مسلم دنیا سے مذہبیت ختم کرنے پر کمربستہ) مغرب خود کیسا ہے؟ ایک وڈیو پے در پے تمام امریکی برطانوی یورپی صدور، وزرائے اعظم اور نامور شخصیات کو یہودی ٹوپیاں پہنے اسرائیل (مقبوضہ فلسطین) میں دیوارِ گریہ پر عقیدت سے سر جھکائے دکھاتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے یہود کے نزدیک جو 'خدا' کے ساتھ براہِ راست دعاؤں کی وصولیابی، رابطے کا ذریعہ ہے۔ سو یہ یہودی، صہیونی جنگ ہے اور نیتن یاہو 'عصائے سلطانی' آگے تھمانے کو مسجد اقصیٰ اور فلسطینیوں کے درپے ہے۔ حالانکہ پہلے دو دفعہ وہ وزارتِ عظمیٰ کی کرسی سے اتارا گیا اور دوبارہ براجمان ہوا۔ اب دنیا کو ایک مزید وقفے کی ضرورت ہے۔ باشعور یہودی اسے اتار کر دنیا کو سکھ کا سانس لینے دیں۔ اگلے پھیرے میں عصائے سلطانی شیطانی، بے ایمانی کا خواب پورا کرلے۔ فلسطینی شہریوں کو امن سے رہنے دے اور جیسا حماس نے کہا: 'مرد بن کر حماس کا مقابلہ کرو ان سے لڑو۔' (بجائے عورتوں بچوں کے قتل، ہسپتال تاراج کر کے زخمی اٹھانے اور لاشیں چرانے کے!)

اہلِ غزہ نے عالمی طور پر جو فضا اپنے بے مثل کردار سے بنائی ہے وہ ہر سطح پر اسلام کی راہ دنیا کو دکھا رہی ہے۔ فٹ بال کے مایہ ناز شہرت کے حامل بین الاقوامی نومسلم کھلاڑیوں کی طویل فہرست میں نیا اضافہ ہوا۔ 2021ء میں ریٹائر ہونے والا اسپین کا اسٹار کھلاڑی مسلمان ہوا ہے۔ اپنے کویتی دوست کی دعوت پر۔ قبولِ اسلام کی گھڑی کو زندگی کا بہترین لمحہ قرار دیتا بے انتہا خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ دنیا نے حق و باطل بچشم سر دیکھ لیا۔ حق اپنے پورے جلال و جمال کے ساتھ ہے۔ باطل جہنم کی تاریک گھاٹیوں کی تمام تر سیاہی منہ پر ملے دنیا میں اپنے کریہہ کردار کی نحوست کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو رہا ہے!

کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے
ہے بھروسا اپنی ملت کے مقدر پر مجھے

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(15 تا 21 فروری 2024ء)

جمعرات (15-فروری) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نمازِ ظہر شعبہ نظامت اور شعبہ مالیات سے میٹنگز کیں۔ بعد نمازِ مغرب دارالاسلام مرکز میں رجوع الی القرآن کورس کے شرکاء میں تقسیم اسناد کی تقریب میں شرکت کی اور صدارتی خطاب کیا۔ پھر مختصر عشائیہ میں شرکت کی۔ بعد نمازِ عشاء اشفاق ندیم کے بیٹے کے ولیمے میں شرکت کی۔

جمعہ (16-فروری) کو 10:30 بجے شعبہ نشر و اشاعت سے میٹنگ کی۔ 11:30 بجے تا 12:45 بجے رجوع الی القرآن قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن کے طلبہ سے خطاب کیا اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد نمازِ جمعہ دیرینہ رفیق تنظیم اقبال حسین کی نمازِ جنازہ کے موقع پر تذکیری گفتگو کی۔ رات کو آصف حمید صاحب کے گھر کھانے پر ان سے ملاقات کی۔

ہفتہ (17-فروری) کی صبح کو بہاول نگر تنظیمی دورے کے لیے روانگی ہوئی۔ 11:15 بجے دن نائب ناظمِ اعلیٰ (محمد ناصر بھٹی) کے ہمراہ مرکز تنظیم اسلامی ہارون آباد پہنچے۔ وہاں امیر حلقہ اور معاونین حلقہ کے ساتھ مختصر ملاقات کی۔ پھر پنجاب کالج ہارون آباد میں 11:30 تا 01:00 بجے تک تقریباً 55 اساتذہ کرام سے خطاب فرمایا اور سوالات کے جواب دیئے۔ بعد ازاں کالج کے دفتر میں پرنسپل اور دیگر مہمانان سے چائے پر باہمی دلچسپی اور تعلیمی امور پر گفتگو کی۔ وہاں سے فراغت کے بعد مرکز ہارون آباد واپسی ہوئی۔ شام 5 بجے ہارون آباد سے فقیر والی جانا ہوا۔ 05:30 بجے شام عظیم ٹاؤن فقیر والی پہنچے۔ وہاں پر مسجد اسماعیل میں منفرد اسرہ فقیر والی کے نقیب، ملتزم رفیق اور 8 احباب سے ملاقات کی۔ بعد نمازِ مغرب گلوبل سٹار مارکی فقیر والی میں "اسلام، پاکستان اور عالمی حالات" کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء میں تمام مکاتب فکر کے علماء، تاجر، زمیندار اور عوام لوگوں نے شرکت کی۔ جن کی تعداد کم و بیش 550 تھی۔ مردوں کے علاوہ تقریباً 150 خواتین نے بھی شرکت کی۔ بعد نمازِ عشاء مرکز ہارون آباد واپسی ہوئی۔

اتوار (18-فروری) کی صبح ناشتہ کے بعد مرکز ہارون آباد میں ڈاکٹر شجاعت احمد نے بیعت مسنونہ کی۔ پھر تقریباً 10:30 بجے نائب ناظمِ اعلیٰ اور امیر حلقہ کے ہمراہ حاصل پور روانگی ہوئی۔ تقریباً 11:50 بجے ناظم نشر و اشاعت حلقہ بہاول نگر سے ملاقات کی۔ اس کے بعد سیاسی عمائدین اور دیگر تقریباً 20 حضرات خلافت، نظامِ خلافت، انتخابی وانقلابی سیاست جیسے موضوعات پر طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک گھنٹہ گفتگو کی۔ بعد نمازِ ظہر "اسلام، پاکستان اور عالمی حالات" کے موضوع پر سٹی میرج لان میں ایک گھنٹہ 10 منٹ خطاب کیا۔ جس میں 250 کے قریب احباب نے شرکت کی۔ خطاب کے بعد حبیب محمد مظہر کے گھر پر کھانے کے بعد محمد محمود نے بیعت مسنونہ کی۔ اس کے بعد 4 بجے شام بہاول نگر روانگی ہوئی۔ تنظیم اسلامی بہاول نگر کے زیرِ اہتمام مرکز تنظیم فاروق آباد میں بعد نمازِ مغرب "اسلام، پاکستان اور عالمی حالات" کے موضوع پر خطاب کیا، جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے علماء، اساتذہ، طلبہ طالبات، وکلاء، سیاسی وسماجی حضرات نے شرکت کی۔ اس میں کل 450 مردوں اور 150 کے قریب خواتین نے شرکت کی۔ بعد ازاں رات کے قیام کے لیے عارف والا روانگی ہوئی۔

پیر (18-فروری) کو صبح 9 بجے ساہیوال کے لیے روانگی ہوئی۔ وہاں پر 10 بجے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج میں "روزہ ڈھال ہے" کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ پھر سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد نمازِ ظہر چیمبر آف کامرس ساہیوال میں "اسلامی تجارت" کے عنوان سے خطاب کیا۔ اس دوران نائب ناظمِ اعلیٰ اور امیر حلقہ شریک رہے۔ شام 4 بجے ساہیوال سے لاہور کے لیے روانگی ہوئی اور بعد ازاں کراچی واپسی ہوئی۔

منگل، بدھ (21,20-فروری) کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ نائب امیر سے آن لائن مستقل رابطہ رہا۔

8 مارچ یوم خواتین

جاوید احمد خان

پوری دنیا میں ہر سال 8 مارچ کو یوم خواتین منایا جاتا ہے۔ مختلف ممالک میں اس حوالے سے مختلف نوعیت کے پروگرام ہوتے ہیں جن میں مباحثے، مذاکرے اور سیمینار کیے جاتے ہیں۔ پاکستان میں کچھ مغرب زدہ خواتین اس سلسلے میں اسلام آباد میں جو مظاہرہ کرتی ہیں وہ ایسے قابل اعتراض نعروں پر مشتمل پلے کارڈز اور بینرز اٹھائے ہوئے ہوتی ہیں جن سے عام مسلمانوں کے دینی جذبات کو ٹھیس لگتی ہے ایک طرح سے یہ ایک متنازع مسئلہ بن جاتا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا جانے والا ملک ہے اس لیے یہاں جمہوریت اور آزادی اظہار کے عنوان سے کسی بھی این جی او کو عام مسلمانوں کے دینی جذبات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اب پچھلے کچھ سال سے پاکستان کی باپردہ اور باحیا خواتین اور بالخصوص جماعت اسلامی شعبہ خواتین اس دن کو حیا ڈے کے طور پر مناتا ہے، ملک کی باپردہ خواتین اس دن حیا مارچ کے عنوان سے اپنی ریلی بھی نکالتی ہیں۔ درحقیقت حیا وقار کی علامت ہے۔ بے حیا قوم بالآخر بے وقعت اور پستی کا شکار ہو جاتی ہے۔ عوام کی ذمے داری ہے کہ ذاتی حیثیت اور اپنے دائرہ اختیار میں دین اسلام کی عطا کردہ تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر شرم وحیا کی حفاظت کریں۔ دوسری طرف حکومت کا فرض ہے کہ آئین کے آرٹیکل 31 کے مطابق پاکستان کے مسلمانوں کو ایسی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اقدامات کرے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت رسول کے مطابق زندگی گزار سکیں تاکہ ایک صالح معاشرہ قائم ہو اور حیا اور ایمان کی حفاظت ہو سکے۔

اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے کچھ تجاویز حکومت وقت کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، ضروری نہیں ہے کہ یہ حتمی باتیں ہوں، ان سے بہتر نکات اور تجاویز بھی ہو سکتی ہیں۔ زنا معاشرے کا سب سے قبیح گھناؤنا فعل ہے، اسلام نے اس کی جو سزائیں رکھی ہیں وہ بہت سخت ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں اس پر عمل نہیں ہو پاتا۔ یہی وجہ ہے معاشرے کے جو گندے لوگ اس جرم میں پکڑے جاتے ہیں وہ تھوڑے دن کے بعد آزاد ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے نزدیک زنا ایک ایسا فعل ہے جس تک پہنچنے کے لیے ایک آدمی مختلف راستوں سے گزر کر جاتا ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ آنکھ کا بھی زنا ہوتا ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کو گھور کر ٹکٹکی لگا کر نہ دیکھیں۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ اچانک کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لے یہ پہلی نظر معاف ہے لیکن اس کے بعد گناہ ہے۔ یہ پابندی قرآن میں عورتوں مردوں دونوں کے لیے ہے۔ اسی طرح ناک کا زنا ہے کہ خواتین تیز خوشبو نہ لگائیں۔ خواتین کو تیز خوشبو لگانے سے منع کیا گیا ہے وہ ہلکی خوشبو لگا سکتی ہیں۔ پھر کہا گیا ہے کہ کان کا زنا بھی ہوتا ہے۔ اسی لیے منع کیا گیا ہے خواتین زمین پر پیر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ ان کے زیورات کی کھنک اور قدموں کی آہٹ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ زبان کا بھی زنا ہوتا ہے کہ ایسی لوچ اور بے ہودہ گفتگو آپس میں نہ کی جائے جو جنسی شہوت کو اجاگر کرنے کا سبب بنے۔ ان سب مراحل سے گزر کر ایک آدمی پھر اصل گناہ کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ اسلام اصل گناہ یعنی زنا تک پہنچنے کے ان راستوں پر ہی رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔

اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے ستر وحجاب کے اسلامی احکامات کی پابندی کرتے ہوئے باوقار لباس کا اہتمام کیا جائے۔ قرآن میں لباس کے تین مقاصد بتائے گئے ہیں: پہلا مقصد ستر پوشی، دوسرا مقصد موسم سے حفاظت اور تیسرا مقصد جسم کی زینت۔ ستر پوشی کی جسمانی حدود مردوں اور خواتین کی الگ الگ ہیں جو سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں ہمیں افسوس ہے کہ ہماری شادی بیاہ کے پروگراموں میں مخلوط محفل (Mix Gathering) اب عام ہو گئی ہے۔ اب سے پچیس تیس سال قبل ایسی مخلوط محفلیں خال خال ہوتی تھیں۔ ان میں بھی بہت سے لوگ احتجاجاً محفل چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ اب اس کے بالکل الٹ ہو گیا ہے۔ اب ایسی محفلیں بہت کم ہو گئی ہیں جہاں مرد وخواتین کا علیحدہ انتظام ہو اب تو دل سے برا جاننے والا معاملہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ شادی بیاہ کی محفلوں میں رنگ برنگے بھڑکیلے لباس تو ہماری خواتین پہنتی ہی ہیں۔ اس میں جو چیز قابل اعتراض یا قابل گرفت ہے وہ تنگ لباسی ہے جس سے جسم کے خطوط نمایاں ہوتے ہوں۔ پھر یہ تنگ لباسی آگے بڑھ کر کم لباسی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ دوپٹہ ایک پٹی کی شکل میں کھلے ہوئے گلے، بغیر آستین کی جمپر یا فراک، بلکہ اب تو الٹرا ماڈرن تقریبات میں کم لباسی اور تنگ لباسی دھیرے دھیرے بے لباسی میں تبدیل ہو رہی ہے۔ ہماری عام محفلوں میں ہم دیکھتے ہیں کتنی کڑاکے کی سردی پڑ رہی ہو بہت کم خواتین سویٹر کا استعمال کرتی ہیں کہ مہنگے سوٹ کی زینت چھپ جائے گی حالانکہ لباس کا ایک مقصد موسم سے بچاؤ بھی ہے۔

ہمیں معاشرے میں ایسا دباؤ پیدا کرنا چاہیے اور حکومت بھی ایسی قانون سازی کرے کہ مخلوط محفلوں کے انعقاد پر پابندی لگائی جائے۔ اسی طرح تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم ختم کر کے طلبہ وطالبات کی الگ الگ تعلیم کا اہتمام کیا جائے۔ عورت جس کا اہم کردار ماں کا ہے، اسے باوقار حیثیت دی جائے۔ اسے اپنے کاروبار کے فروغ کے لیے اشتہاری شے نہ بنایا جائے۔ مملکت خداداد پاکستان میں LGBTQ+ اور ٹرانس جینڈر جیسی خرافات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حکومت اس بے ہودہ ایجنڈے کی بیخ کنی کے لیے عملی اقدامات کرے۔ مین اسٹریم اور سوشل میڈیا فحاشی کی تشہیر میں سرفہرست ہے۔ لیکن جب اس کے نتیجے میں کوئی بدکار انسان کسی بچی کے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہی میڈیا چیخ وپکار کرتا ہے۔ لہٰذا بدکار انسان کو فوری اور سخت سزا دینے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں جنسی ہیجان پیدا کرنے والے میڈیا کی اصلاح انتہائی ضروری ہے۔ بھارت میں چلتی کاروں، گاڑیوں اور بسوں میں زنا کی خبریں تواتر کے ساتھ آتی رہتی ہیں، ہمیں یاد ہے وہاں کی ایک معروف اداکارہ کا یہ بیان آیا تھا جس میں اس نے کہا تھا کہ میں اب آئندہ سے بولڈ لباس یا دوسرے لفظوں میں عریاں لباس کے ساتھ ڈانس نہیں کروں گی۔

اسی طرح جنسی اشتہا پیدا کرنے والے اشتہارات پر پابندی عائد کی جائے کیونکہ یہ جسمانی اور روحانی حادثوں کا سبب بنتے ہیں۔ نکاح کو آسان بنایا جائے تاکہ نوجوانوں میں بے راہ روی پیدا نہ ہو۔ ایک اہم بات یہ کہ جسم عورت کا ہو یا مرد کا اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اس پر مرضی بندے کی نہیں رب کی چلنی چاہیے اور آخری مطالبہ یہ ہے کہ قرآن وسنت سے متصادم عائلی قوانین کو فی الفور منسوخ کیا جائے۔

smiled and then he laid his soul and he watched her to be wrapped in a shroud and in plastic, her name was Reem and she is one of over 4000 (the number now is 11000) children and one of the 10s and 1000s of the Palestinians. I wish I could know all of their names. I will never forget that moment and I will never forget him. What have we become?'' She questions humanity. What have we become? You must continue to question. What have we become? Is this how we want to continue to live?

I know my grandfather, Khaled, deserves a tribute for keeping us alive in the world although we left it. We were sacrificed but who suffered? My grandfather. He never did anything without me. He was always playing with me. I was truly the soul of his soul. He would bring me anything I would ask. We spend days and nights together. I ran to him whenever he entered the house. We shared the same birthdate. I would pull his beard. My brother and I left and made an impact but I also wonder, was it my blood that made an impact or was it my grandfather's aura? His compassionate and kind aura breaks the false stereotypes of Muslim men across the globe. Don't be sad grandpa, we are proud of you. Your compassion was not limited to our lives. Grandpa, your resilience and grace moves the world. Do not stop. Your words of kindness to a child who lost her leg is spreading compassion in a tyrant world. The light of compassion is being lit by your words. You are shedding the darkness of oppression and tyranny. I know you are making a change because of the words of Shaun King,

"Millions of people are obsessed with a Palestinian grandfather named Khaled, the grandfather of his soul, Reem. I've seen my mother who is a 70-year-old white woman ask me, "how is Khaled doing?" Everything about him he is a walking counter to every lie ever told about Palestinian men, the man is an embodiment of not just peace, he has an aura that has stopped people in their tracks and as we watched it and saw man with a full beard and a turban which has been used to demonize Muslims and Arabs in every action movie ever made, as we saw a man that resembled the enemy in every mainstream action movie in the past 30 years instead have a piece, have a depth. It was clear Khalid alone was stronger than the propaganda machine of Israel. Just him, all by himself, there is no lie that the American media or Israel could ever tell that would be stronger than Khaled."

Thank you for directing your pain to spread the truth. Your pain is spreading the light and shedding the darkness. You did not let your pain go to waste. Nothing is stronger than Khaled, my grandfather.

'If I Must Die, Let It Be a Tale' - Reefat Alareer (Deceased Palestinian Poet)

دعائے مغفرت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

امیر محترم شجاع الدین شیخ کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا وَاَدْخِلْهَا فِيْ رَحْمَتِكَ

وَحَاسِبْهَا حِسَابًا يَّسِيْرًا

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین!

I AM REEM - Soul of my Soul

Contributed by: Muqadas Ghumman

I am Reem, I am 4 years old, and my brother Tarek is 6. We left this world to join Ibrahim in his verdant garden with colors of spring but I left a piece of me in this world to spread the light of truth. You must have heard of the love tale of my grandfather, Khaled and me. He stood in front of the camera and kissed my eyes and uttered the words that would resonate the world forever, "she is the soul of my soul." Little did he know these words would spread like a wildfire. The internet quickly bombarded with videos of people expressing their sorrow over my grandfather's affliction. My brother and I were the price paid, amongst other 11,000 children, to awaken the conscience of people around the globe. Our blood and lifeless bodies gave life to this world which was slowly dying. Compassion was blown into the souls of many. We were not separated from our grandfather and forever heartbroken mother without a cause. My lifeless body was kissed by my grandfather to crumble the superiority of the West.

Children our age love the sea, we love fruits, kebabs, we love to play, laugh and most of all we love to feel safe in our homes but for children of Gaza, "safe homes" are demolished over their little bodies. My brother and I were sleeping next to my mother when our house was bombed and our bodies crumbled. My grandfather still visits the house and recalls the entire incident. My mother survives but can't stop thinking about us. She longs to hug us, embrace us and kiss us. But we were chosen as a sacrifice to change the status quo of the materialistic world. I hope you will recompense our loss and sacrifice. I hope your hearts will remember my grandfather's kissing my lifeless eyes. I hope you will remember my mother's shattered heart. I hope my soul will put soul into your bodies. I hope you will see the tyranny. I hope you will stand on the right side. I hope our lives become beneficial to you. I hope my grandfather's words resonate with you and you do not stop until you change the world. We will never forgive you if my grandfather's tears are not compensated with the death of Western cruelty and replacement of Middle Eastern Arab rulers. Let our blood give life to the baren humanity. Let us bear fruit. Do not forget us. We are not numbers.

I know we made an impact because many hearts were shattered because of us. Many eyes shed tears for us. Here is Jena from Britain reacting to my grandfather's last meeting with me, "I don't know who all has seen the moment, but it is something that will play in my head for the rest of my life, asleep and awake. There was a group of people preparing the children that had been martyred and he was standing there, he was holding her with such tenderness. He brushed his beard over her forehead in such a way that you knew made her giggle, it was probably a tease between the two of them. She loved her papa and he loved her very much. He held her close to him and he spoke and then he pulled her back on bit, then he opened her eyes to look at them, and he kissed them, then he kissed and he rocked her and he whispered to her and

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.10

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL
SUGAR FREE
COUGH
SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین

کھانسی کا شربت

شوگر فری

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

PHARMA